مسلسل اشاعت کے 57 سال

# ماہنامہ الحق

دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کا علمی و دینی مجلہ

677 / جمادی الثانی ۱۴۴۳ھ جنوری ۲۰۲۲

بیاد
شیخ الحدیث
مولانا عبدالحق رحمہ اللہ تعالیٰ

بانی
مولانا سمیع الحق شہید رحمہ اللہ تعالیٰ

سرپرست اعلیٰ
مولانا انوار الحق

مدیر اعلیٰ
مولانا راشد الحق سمیع

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلىٰ سَيِّدِنَا مُحَمَّدِ نِ النَّبِيِّ الأُمِّيِّ وَ عَلىٰ اٰلِهٖ وَسَلِّم تَسلِيمَا

جلد نمبر..................57
شمارہ نمبر ............ 04
جمادی الثانی ۱۴۴۳ھ
جنوری ..................۲۰۲۲ء

اے بی سی آڈٹ بیورو سرکولیشن کی مصدقہ اشاعت

ماہنامہ الحق اکوڑہ خٹک

| بانی | باہتمام | نگران | مدیر اعلیٰ |
|---|---|---|---|
| حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ | حضرت مولانا انوار الحق صاحب | مولانا حامد الحق حقانی | حافظ راشد الحق سمیع حقانی |

نائب مدیران: مولانا حبیب اللہ حقانی، مولانا محمد اسلام حقانی
منتظمین: مولانا محمد فہد، بابر حنیف


## فہرست مضامین


- نقش آغاز: امارات اسلامیہ افغانستان کو درپیش مسائل پر قومی کانفرنس، عالمی سربراہوں وسفارتخانوں کے نام خط، مولانا عتیق الرحمٰن سنبھلیؒ کا سانحہ ارتحال......مولانا راشد الحق ۲
- حضرت مولانا عتیق الرحمٰن سنبھلیؒ کے خطوط بنام مولانا شہیدؒ و مدیر الحق مولانا راشد الحق، ماہنامہ ''الحق'' میں مولانا عتیق الرحمٰن سنبھلیؒ کے مضامین کی تفصیل..............ادارہ ۷
- اسلام میں انفاق فی سبیل اللہ کی اہمیت ......حضرت مولانا حافظ انوار الحق مدظلہ ۳۰
- حفظ احادیث کی روایت کے احیاء کی ضرورت ..........مولانا مفتی محمد اکمل جمال ۳۴
- سات براعظموں کے وجود کی پیشگوئی احادیث میں......مولانا انیس الرحمٰن ندوی ۳۸
- ماہنامہ ''الحق'' کا شہید اسلام نمبر ایک ایمان افروز داستان ......شفیق احمد سلیم ملکانوی ۵۱
- مسلم دنیا اور جمہوریت: سالنامہ ''تحقیقات'' کا مختصر تعارف ......جناب شمس الدین شگری ۵۳
- دیارِ خلافت کا سفر شوق ..........................................مولانا ڈاکٹر قاسم محمود ۵۷
- ماہنامہ ''الحق'' کی خصوصی اشاعت بیاد مولانا سمیع الحق شہیدؒ ..................مولانا محمد زبیر ۶۲
- قطعہ تاریخ طبع ..........................................مفتی محمد وہاب منگلوری حقانی ۶۶
- دارالعلوم کے شب و روز .......................... صاحبزادہ عبدالحق ثانی ۶۷
- تعارف وتبصرہ کتب .......................................... مولانا محمد اسلام حقانی ۷۱



ماہنامہ الحق دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک ضلع نوشہرہ (خیبر پختونخوا) پاکستان۔ فون نمبر: 630435 -923 92+ فیکس 630922 923 92+
ای میل: -------- Email: editor_alhaq@yahoo.com موبائل نمبر: 03159898998 0333-9167789
ویب سائٹ: www.jamiahaqqania.edu.pk --------- فیس بک ایڈریس: facebook\Alhaq Akora Khattak
سالانہ بدل اشتراک اندرون ملک فی پرچہ -/50 روپے۔ سالانہ -/550 روپے۔ بیرون ملک $40 امریکی ڈالر
پبلشر: مولانا راشد الحق سمیع ، جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک۔ منظور عام پریس پشاور




677 / جمادی الثانی ۱۴۴۳ھ جنوری ۲۰۲۲ء

نقش آغاز بسم اللہ الرحمن الرحیم مولانا راشد الحق سمیع

# امارات اسلامیہ افغانستان کو درپیش مسائل پر منعقدہ کل جماعتی قومی کانفرنس

## (اعلامیہ)

جمعیت علماء اسلام پاکستان کے زیر اہتمام کل جماعتی قومی کانفرنس اسلام آباد میں ۱۷/جنوری بروز پیر منعقد ہوئی جس کی صدارت جمعیت کے مرکزی امیر مولانا حامد الحق حقانی صاحب نے کی جس میں علماء کرام ،مشائخ عظام ،زعمائے ملت،قومی قائدین اور دینی ، سیاسی جماعتوں کے سربراہان نے شرکت کی جن میں سپیکر قومی اسمبلی جناب محمد اسد قیصر، چیئرمین اسلامی نظریاتی کونسل جناب ڈاکٹر قبلہ ایاز، مرکزی جمعیت اہل حدیث کے پروفیسر ساجد میر، جماعت اسلامی کے لیاقت بلوچ، پاکستان مسلم لیگ (ض) محمد اعجاز الحق، تحریک نوجوانان کے محمد عبداللہ گل، جمعیت علماء اسلام (ف) کے سینیٹر طلحہ محمود، مسلم کانفرنس کے سربراہ سردار عتیق احمد خان ،معروف صحافی جنگ گروپ حامد میر، سلیم صافی، پاکستان علماء کونسل کے حافظ طاہر محمود اشرفی، انصار الامہ کے مولانا فضل الرحمٰن خلیل، انٹرنیشنل ختم نبوت کے مولانا محمد الیاس چنیوٹی، ملی مسلم لیگ کے مولانا محمد امیر حمزہ، افغان مہاجرین کے مولانا محمد سعید ہاشمی وغیرہ قابل ذکر ہیں ۔شرکاء نے امارت اسلامیہ اور افغانستان کے عوام کے ساتھ یکجہتی اور درپیش مسائل کو حل کرنے کے لئے لائحہ عمل مرتب کرنے کے عنوان پر تبادلہ خیال اور اپنی تجاویز پیش کیں۔

امریکہ اور اس کے اتحادی ممالک نے دوحہ معاہدہ سے انحراف کی راہ اختیار کرتے ہوئے نئی افغان حکومت کو ناکام بنانے کے لئے اقدامات شروع کررکھے ہیں جن کا عالمی قوانین اور اقدار کے اعتبار سے کوئی جواز نہیں ۔۱۴/اگست ۲۰۲۱ء سے آج پانچ ماہ گزرنے کے باوجود امارت اسلامیہ کے ساتھ سفارتی تعلقات قائم کرنے اور اس حکومت کو تسلیم کرنے سے گریز کیا جارہا ہے اور اس پر پابندیاں حسب سابق برقرار رکھی گئی ہیں اور خود افغانستان کے اربوں ڈالر کے اثاثوں کو منجمد کرکے افغان قوم کی زندگی اجیرن کرنے کا طرز عمل اختیار کیا گیا ہے ۔شرکائے کانفرنس نے مکمل یکجہتی اور ہمدردی کا اظہار کرتے ہوئے اسلامی جمہوریہ پاکستان کی حکومت، عالمی برادری مسلم ممالک اور سلامتی

کونسل سے مطالبہ کیا ہے کہ: (۱) افغان قوم کو مالی اور سیاسی بحران سے نکالنے کے لئے امارات اسلامیہ افغانستان کو فوری طور پر تسلیم کیا جائے۔(۲) سفارتی تعلقات بحال کرکے پوری دنیا میں تمام ممالک سے سفارتی سرگرمیاں جاری کرنے کے مواقع فوری طور پر کھولے جائیں۔(۳) امارت اسلامیہ کی اقوام متحدہ میں رکنیت بحال کی جائے۔(۴) افغانستان کے منجمد اثاثے واگذار کئے جائیں اور عالمی مالیاتی اداروں کے ساتھ افغان حکومت کو تعلقات قائم کرنے کا راستہ ہموار کیا جائے۔ (۵) افغان عوام کا معاشی مقاطعہ کرنے کے بجائے ان کے فنڈز اور امداد بحال کی جائے۔(۶) افغان قوم کو اپنے ملک میں اپنی مرضی کا آزاد ریاستی نظام قائم کرنے اور خطے میں امن بحال کرنے کیلئے دوحہ معاہدے کی پاسداری کی جائے۔(۷) افغانستان میں نظام اور معاشرت کے سلسلہ میں ہر طرح کی بیرونی مداخلت ختم کی جائے۔

کانفرنس میں تمام شریک جماعتوں کے نمائندوں پر مشتمل بیس رکنی کمیٹی قائم کی گئی جو مذکورہ بالا مطالبات کے سلسلہ میں مسلم سفراء اور مسلم ریاستوں کے معزز سربراہان کو ملاقات اور خط و کتابت کے ذریعہ اپنا مثبت کردار ادا کرنے کی طرف توجہ دلائے گی۔

کانفرنس میں طے کیا گیا کہ افغان قوم اور افغان عبوری حکومت کے حق میں آواز بلند کرنے اور رائے عامہ ہموار کرنے کے لئے تمام ذرائع اختیار کئے جائیں گے۔کانفرنس کے زعما نے پاکستان اور عالم اسلام کے باضمیر مسلمانوں سے اپیل کی کہ وہ افغانستان کی بھرپور مالی امداد کے لئے تمام اقدامات اختیار کریں اس سلسلہ میں کانفرنس کی قائم کردہ کمیٹی ان کی رہنمائی کرے گی۔ اس طرح امارت اسلامیہ مضبوط ہوگی تو افغان قوم کے ساتھ ساتھ ملت اسلامیہ کے مسائل اور دنیا بھر کی مظلوم اقوام کی اپنے مسائل کے سلسلہ میں جاری جدوجہد کو بھی تقویت حاصل ہوگی۔کانفرنس میں اس امید کا اظہار کیا گیا کہ افغانستان کے بعد کشمیر اور فلسطین بھی بیرونی جارحیت سے آزاد ہوں گے اور دنیا بھر میں امن کی فضا قائم ہوگی۔

---

## عالمی سربراہوں اور سفارت خانوں کے نام خط

جناب عالی مرتبت! آداب وتسلیمات

۱۷؍جنوری ۲۰۲۲ء بروز پیر اسلام آباد میں جمعیت علمائے اسلام کے زیراہتمام آل پارٹیز

کانفرنس کا انعقاد کیا گیا جس میں ملک کے معروف سیاستدانوں، پارلیمنٹیرین (اسپیکر قومی اسمبلی) مذہبی و سیاسی جماعتوں کے سربراہان اور افغان وفود سمیت نامور صحافی حضرات نے شرکت کی۔کانفرنس میں یہ قرارداد منظور کی گئی کہ دنیا بھر کے سربراہوں ،سفراء اور عالمی تنظیموں کو افغانستان میں حالیہ انسانی بحران کے حوالے سے متوجہ کیا جائے ،اسی مناسبت سے چند سطور پیش خدمت ہیں:

افغانستان طویل عرصہ سے میدان جنگ بنا رہا ہے اور ایک تباہ حال ملک کا منظر پیش کررہا ہے، جہاں افغان قوم بے شمار مسائل کی شکار ہے اور بین الاقوامی برادری سے سفارتی روابط و تعلقات نہ ہونے کی وجہ سے ان مسائل سے دوچار ہے۔ یہ صورتحال نہ تو افغان عوام میں اور نہ انسانی برادری کے حق میں متحمل ہوسکتی ہے، خطرہ ہے کہ اگر انسانیت کے رشتہ میں افغان قوم کے مسائل حل کرنے میں کردار ادا نہ کیا گیا تو ☆ وہاں کوئی انسانی المیہ جنم لے سکتا ہے۔ ☆ ایسا نہ ہو کہ کہیں افغان قوم انسانی بین الاقوامی برادری کی سردمہری، مسلسل اعراض برتنے اور توجہ نہ دینے کی وجہ سے منفی سوچ اور منفی اقدامات پر مجبور نہ ہوجائے ۔ ☆اس رویہ سے لاکھوں افغان نوجوانوں کو اپنا مستقبل بھی مخدوش نظر آرہا ہے، دنیا بھر میں ان کے تعلیمی پروگرامز، بیرون ممالک میں تعلیم ، دوطرفہ تجارت ،سکالرشپ اور اسفار کا سلسلہ مکمل معطل ہو چکا ہے جو کہ بے چینی کا باعث ہے۔ ☆موجودہ پابندیوں کی وجہ سے بنیادی انسانی ہمدردیوں کی بنیاد پر جاری امداد بھی تعطل کا شکار ہے جبکہ عالمی اداروں سے جاری بہت معمولی امداد وہاں کے دور دراز علاقوں میں رہنے والے عوام کیلئے ناکافی ہے۔☆ موجودہ حکومت کی وجہ سے ایک بڑی جنگ کا اختتام ہو چکا ہے اور سوسائٹی امن کی طرف بڑھ رہی ہے۔افغانستان میں امن کے قیام اور معاشی استحکام کیلئے دنیا کو اپنا حصہ ادا کرنا چاہیے۔☆ موجودہ حکومت امارت اسلامیہ افغانستان دوحہ معاہدے اور بین الاقوامی برادری سے کئے گئے تمام وعدے پورے کرنے کے لئے کوشاں ہے ،اس سفر میں دنیا بھر کے ممالک کو اس حکومت کو تسلیم کرکے افغانستان کے ساتھ سفارتی تعلقات بحال کریں اور اس پر عائد پابندیاں ختم کرکے اس کے منجمد اثاثے بحال کرنے اور پوری دنیا کے ساتھ پرامن بقائے باہمی کے اصول پر باوقار زندگی گزارنے کا موقع فراہم کریں۔ یہ صرف افغان عوام اور حکومت کے حق میں نہیں بلکہ پوری دنیا کے حق میں ایک بہتر فیصلہ ہوگا۔امید ہے اپنے ملک کی طرف سے اس سلسلہ میں جلد فیصلہ فرمائیں گے۔

والسلام ارکان کمیٹی

وفیات:

# حضرت مولانا عتیق الرحمٰن سنبھلیؒ کا سانحہ ارتحال

## امت مسلمہ ایک بڑی علمی، ادبی شخصیت اور نامور محقق ومصنف سے محروم

دنیائے اسلام کے معروف عالم دین، نامور مصنف، بیدار مغز اسلامی دانشور ومحقق ونقاد حضرت مولانا عتیق الرحمٰن سنبھلیؒ ۹۵ برس کی عمر میں اپنے خالق حقیقی سے جاملے انا للہ وانا الیہ راجعون۔

حضرت مولانا مرحوم ممتاز دینی، علمی، ادبی خاندان کے روشن چراغ تھے، آپ ہندوستان اور عالم اسلام کے معروف علمی شخصیت حضرت مولانا محمد منظور نعمانیؒ کے فرزند اکبر تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو متعدد علمی، ادبی صفات اور اعلیٰ اخلاق سے متصف ومزین فرمایا تھا۔ تصنیف وتالیف کا ملکہ آپ کو وراثت میں ملا تھا، یہی وجہ ہے کہ ابتدائے طالب علمی سے ہی افتاد طبع اس جانب مائل ہوگئی تھی پھر دارالعلوم دیوبند سے فراغت کے بعد مکمل یکسوئی کے ساتھ اس جانب متوجہ ہوئے اور کئی اعلیٰ علمی، ادبی ودینی کتب آپ کے خامہ موجز رقم سے نکلیں۔ جن میں سرفہرست ۶ جلدوں پر محیط ''محفل قرآن'' کے نام سے شاہکار تفسیر بھی ہے۔ اس کے علاوہ ''واقعہ کربلا کا پس منظر''، ''انقلاب ایران اوراس کی اسلامیت''، ''تین طلاق اور حافظ ابن القیمؒ'' وغیرہ آپ کی یادگار تصانیف ہیں۔

آپ نے دارالعلوم دیوبند میں شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ سے جس سال دورہ حدیث پڑھا اتفاق سے اُس سال شیخ الاسلام حضرت مدنیؒ کے اسفار اور قید وبند نہ ہونے کے برابر تھے کیونکہ تقسیم ہند ہوچکی تھی، جلسے جلوس نہ تھے اس وجہ سے شیخ الاسلامؒ دیوبند ہی میں رہے اور اس سال کے خوش نصیب طلباء جن میں اکثر صاحبزادگان تھے نے خوب استفادہ کیا۔ حضرت شیخ الاسلامؒ کے صاحبزادے حضرت مولانا اسعد مدنیؒ، حکیم الاسلام مولانا قاری محمد طیبؒ کے فرزند حضرت مولانا محمد سالم قاسمیؒ اور حضرت مولانا مطلع الانوارؒ چارسدہ آپ کے ہم سبق تھے۔ دینی علوم سے فراغت کے بعد آپ برصغیر کے معروف علمی، ادبی مؤقر رسالہ ماہنامہ ''الفرقان'' کے مدیر مقرر ہوئے اور کافی عرصے تک مدیر رہے، اس کے علاوہ حضرت مولانا ابوالحسن علی ندویؒ اور مولانا محمد منظور نعمانیؒ کی سرپرستی میں ہفت روزہ ''ندائے ملت'' کی ادارت بھی سنبھالی، آپ کے مضامین اور مقالات نہایت علمی وادبی اور تحقیقی ہوا کرتے تھے، آپ کا شمار برصغیر کے اہم اصحاب علم وقلم میں ہوتا تھا، آپ کی تحریریں مسلمانوں کی مشکلات مسائل کو حل کرنے میں مدد ورہنما ہوتی تھیں۔

دارالعلوم دیوبند میں دوران طالبعلمی آپ نے دادا جان شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ سے بھی استفادہ کیا، آپ کو شیخ الحدیثؒ سے تلمذ پر فخر حاصل تھا اور شیخ الحدیثؒ بھی آپ کو بہت چاہتے تھے، آپ اُن کے چہیتے شاگردوں میں سے تھے۔ والدگرامی حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ سے بھی آپ کا برادرانہ تعلق آخر دم تک رہا۔ آپ مرحوم والدگرامی مولانا سمیع الحق شہیدؒ کے نام اکثر خطوط میں یہاں اکوڑہ خٹک آمد کی خواہش کا اظہار فرماتے تھے مگر ناگزیر وجوہات کی بناء پر تشریف آوری نہ ہوسکی۔ اسی تعلق کی بناء پر اس ناکارہ طالب علم پر بھی حضرتؒ شفقت ومحبت فرماتے کئی بار ازخود فون کرکے احوال دریافت فرماتے، آپ ماہنامہ ’’الحق‘‘ کیلئے اپنی گرانقدر نگارشات بھی کافی عرصہ تک ارسال فرماتے رہے۔ میرے نام بھی آپ کے کئی مکاتیب ہیں، راقم نے بھی حضرتؒ کے نام کئی خطوط لکھے اور پھر حضرت والدگرامی شہیدؒ کے نام ان کے خطوط ’’مکاتیب مشاہیر‘‘ کی زینت بھی بنے، وہ تمام اہم خطوط اس شمارہ میں شامل اشاعت کئے جارہے ہیں تاکہ نئے قارئین کو دونوں خاندانوں کی آپس میں عقیدت ومحبت اور علمی وادبی ربط وتعلق معلوم ہوسکے۔

حضرت مولانا عتیق الرحمٰن سنبھلیؒ کافی عرصہ برطانیہ میں رہے جہاں ان کی اسلام، مسلمانوں اور علم وادب اور دین کی نشرواشاعت وتبلیغ کے حوالہ سے خدمات دیارفرنگ میں غلبہ اسلام کا باعث بنیں۔ اس کے علاوہ وہاں کے مقامی مسلمانوں کے مسائل میں بھی آپ کافی فعال اور متحرک رہے۔ خانوادہ نعمانیؒ کا ہندوستان اور بیرون ممالک میں علمی، دینی، روحانی اور سماجی خدمات کا ایک وسیع سلسلہ ہے جو تاحال جاری وساری ہے۔ آپ زندگی کے آخری سالوں میں بیماری ودیگر عوارض کی بناء پر دہلی اپنے صاحبزادے مولانا عبید الرحمٰن سنبھلی کیساتھ رہ رہے تھے۔ ۲۳ جنوری ۲۰۲۲ء بروز اتوار قبل عشا آپ اپنے خالق حقیقی سے جاملے۔ آپ کی وفات سے جہاں علمی حلقوں میں ایک خلا پیدا ہوا ہے وہاں امت مسلمہ ایک اعلیٰ پائے کے مصنف ومحقق سے محروم ہوگئی ہے اور اس سانحہ سے پاک وہند کے دینی وعلمی طبقوں کو ناقابل تلافی نقصان پہنچا۔ جامعہ دارالعلوم حقانیہ مولانا مرحوم کی وفات کے اس عظیم سانحہ کو اپنا ذاتی صدمہ اور غم سمجھتا ہے اور اس دکھ اور غم کی گھڑی میں ہم مولانا مرحوم کے برادر حضرت مولانا خلیل الرحمٰن سجاد نعمانی مدظلہ اور مرحوم کے صاحبزادے حضرت مولانا عبیدالرحمٰن سنبھلی اور خانوادہ نعمانی کے جملہ پسماندگان کیساتھ دلی تعزیت کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انکی مغفرت فرمائے اور درجات بلند کرے

کچھ ایسے بھی اٹھ جائیں گے اس بزم سے جن کو تم ڈھونڈنے نکلو گے مگر پا نہ سکو گے

ادارہ

# حضرت مولانا عتیق الرحمان سنبھلیؒ کے خطوط بنام مولانا سمیع الحق شہیدؒ

حضرت مولانا محمد منظور نعمانی لکھنؤ کے لائق صاحبزادہ مدتوں ماہنامہ ''الفرقان'' لکھنو کے ادارت کے فرائض سرانجام دیتے رہے کافی عرصہ سے برطانیہ منتقل ہوئے اور لندن میں مقیم ہیں۔ تحقیقی مزاج کی وجہ سے ہر اہم قومی دینی سیاسی معاملہ میں منفرد اور جچی تلی رائے رکھتے ہیں۔ زمانہ طالب علمی دارالعلوم دیوبند میں حضرت شیخ الحدیثؒ سے تلمذ حاصل رہا اور آخر تک والہانہ عقیدت کا رشتہ قائم رکھا ناچیز بھی کچھ اس نسبت اور کچھ ماہنامہ الحق کے کاموں کی وجہ سے محبت سے نوازتے ہیں۔ (حاشیہ از ''مکاتیب مشاہیر'' حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ)

(۱)

## طلبہ دیوبند میں دو اساتذہ میں نافع اور انفع سے امتیاز

برادر مکرم محترم جناب مولانا سمیع الحق صاحب۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! گرامی نامہ ملا جو میرے عریضے کے جواب میں ہے، میں غالباً صحیح سمجھ رہا ہوں کہ آپ کے ''حضرت مولانا عبدالحق صاحب'' سابق استاذ دارالعلوم ہیں۔ جن کو ہم تلامذہ نے دوسرے مولانا عبدالحق صاحب (نافع گل) سے امتیاز کیلئے ''انفع'' بنالیا تھا۔ بہرحال! سلام عرض کریں۔ ایک بات اور دریافت کرنا چاہتا ہوں، ہوسکتا ہے آپ سے پتہ چل جائے، میرے دیوبند کے ایک ساتھی چارسدہ کے مولوی مطلع الانوار تھے۔ بالفرض اگر آپ کو اُن سے کوئی واقفیت ہو اور پتہ وغیرہ معلوم ہو تو تکلیف کرکے مجھے مطلع فرمائیں، ''الفرقان'' کے پرانے فائل ۷۰ء سے مل سکتے ہیں یعنی ۷۰ء سے اب تک کے ذریعہ ترسیل ڈاک ہی ہے، قیمت لاہور میں اسی پتہ پر جمع ہوگی جن پر ''الفرقان'' کی رقوم جمع ہوا کرتی ہیں، میں ''الفرقان'' کے لئے آپ کے اشتیاق جدوجہد کی قدر کرتا ہوں، اللہ آپ لوگوں کی محبت کے اثر سے برکت فرمائے، آپ کا تازہ کارڈ بعض کتب کے لئے جو آیا ہے ان شاء اللہ بھیجی جائیں گی۔

والسلام: عتیق الرحمٰن

(۲)

## تاریخ دعوت وعزیمت میں اس صدی کے اکابر سے گریز ٥ شیخ الاسلام مدنی کے آمالی

برادر محترم! وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ۔نامہ گرامی ملا۔ جواب کیلئے شکرگزار ہوں۔ مولانا محمد یوسف صاحب[۱] کو تاریخ دعوت وعزیمت بھجوائی جارہی ہے۔ نیز مولانا سید شیر علی شاہ کو الفرقان پشاور سے اگر کوئی صاحب خیر رسالہ جاری کرائیں گے تو لکھا جائے گا لیکن آپ ان کا نام لکھ کر بھیجیں تو اچھا ہے تاکہ کسی اور کے نام کی اطلاع آپ کو نہ دی جائے۔مکتوبات شیخ الاسلام ہمارے یہاں نہیں ہیں۔ اب منگارہے ہیں تب آپ کو بھیجیں گے۔ اتنا انتظار نہ کرنا چاہیں تو لکھ بھیجیں۔

تاریخ دعوت وعزیمت[۲] میں غالباً اس صدی کے حضرات نہیں آئیں گے۔بعض مصالح کی بناپر مولانا ندوی اسی میں عافیت سمجھتے ہیں۔ ویسے حضرت کے متوسلین کی پیاس بجھانے کیلئے کسی متوسل ہی کو آگے بڑھنا چاہیے۔ دیکھئے سعادت کس کے حصہ میں آتی ہے۔حضرت کے تذکرہ کیلئے صاحبزادہ اسعد میاں بہت جلد ایک مستقل ماہنامہ جاری کررہے ہیں، ان شاء اللہ وہ ہم سب کیلئے کافی ہوگا۔ آپکے پاس جواملائی[۳] افادات ہیں میرا خیال ہے کہ ان کیلئے بھی یہی پرچہ زیادہ موزوں رہے گا۔ الفرقان کا مسئلہ یہ ہے کہ اُس کا حلقہ بہت مختلف قسم کے لوگوں پر مشتمل ہے۔ کتنے ہی ایسے لوگ ہیں کے جو حضرت کے سیاسی مسلک کی وجہ سے اُن سے بعید ہیں۔ علاوہ ازیں اُن افادات کی نوعیت بہرحال درسی ہوگی اور ہمارے یہاں کے طرز درس اور آج کل کے مذاق تحریر میں خاصا فاصلہ ہے اسلئے یہ افادات شاید الفرقان میں فٹ نہ ہوسکیں۔ ویسے ہم نیازمندوں کو حضرت سے جو تعلق ہے وہ غالباً آپ سے مخفی نہ ہوگا۔حضرت الاستاذ کی خدمت میں سلام کہئے۔

والسلام عتیق الرحمان (۲؍مارچ ۱۹۵۸ء)

(۳)

## شیخ الحدیث سے خاص تعلق اور غیر معمولی محبت

محترم بندہ! سلام مسنون۔گرامی نامہ موصول ہوا۔دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس سے قبل ۲۱؍مارچ کو جناب سلطان محمود صاحب ناظم مدرسہ کی طرف سے سالانہ چندہ موصول ہو چکا ہے۔ یہ آپ نے دوبارہ کیسا چندہ بھیجا ہے؟

---

(۱) مفتی محمد یوسف بونیری ؒ جو اس وقت دارالعلوم میں پڑھاتے تھے۔

(۲) غالباً میں نے شیخ الاسلام مولانا مدنی ؒ کو اس سلسلۃ الذھب زعماء دعوت وعزیمت میں شامل کرنے کی خواہش ظاہر کی تھی۔

(۳) شیخ الاسلام کے املائی افادات کا جو ذخیرہ حضرت والد ماجدؒ کے پاس موجود تھا الفرقان کیلئے اسکے منتخبات بھیجنے کی خواہش ظاہر کی۔

''الفرقان'' شعبان ورمضان دوبارہ ارسال خدمت ہے۔اسکے بعد والا شوال کا بھی ملا یا نہیں؟ حضرت مولانا عبدالحق صاحب مدظلہ العالی سے میرا سلام عرض کردیں۔ ان کی دعاؤں کا محتاج ہوں۔ حضرت مولانا سے میرا خاص تعلق رہا ہے۔اوراب بھی ان سے غیر معمولی محبت محسوس کرتا ہوں۔ جی چاہتا ہے کہ کبھی پھر ملاقات نصیب ہو۔ دوسال ہوئے پاکستان گیا تھا۔مگر لاہور سے آگے نہ بڑھ سکا۔اب اگر کوئی موقع ایسا آیا تو انشاءاللہ مولانا کی خدمت میں ضرور حاضری دوں گا۔

والسلام: عتیق الرحمٰن سنبھلی (۱۴؍جون ۱۹۵۸ء)

(۴)

## کتاب انسانی فضیلت کا راز پر تبصرہ

برادر محترم! سلام مسنون۔گرامی نامہ اور مرسلہ[1] کتاب ۲ عدد ملی۔ ان شاء اللہ ''الفرقان'' میں تبصرہ کیا جائے گا۔ کتابت طباعت بھی ایسی بُری نہیں ہے۔ ہندوستان میں اس کتاب کی اشاعت کے بارے میں میرا مشورہ یہ ہے کہ آپ دارالعلوم یا مولانا محمد سالم صاحب کے مکتبہ تاج المعارف کو اس کا مرکز بنائیں۔ ہمارے یہاں ضرورت ہوگی تو آپ سے منگالی جائے گی اور اُس کا طریقہ لکھ دیا جائے گا۔مولانا کی خدمت میں سلام اور دعا درخواست والسلام عتیق الرحمٰن (۴؍مارچ ۱۹۵۹ء)

(۵)

## حضرت کی زیارت کو جی چاہتا ہے

مکرمی! سلام مسنون۔گرامی نامہ موصول ہوا۔ دفتر میں جو صاحب کام کرتے تھے وہ چند دن سے رخصت ہوگئے ہیں۔معلوم نہیں آپ نے کس خط کے جواب میں یہ کارڈ لکھا ہے۔اگر اطلاع ختم مدت خریداری کا کارڈ آپ کو پہنچا تھا اور یہ اُس کا جواب ہے تو عرض ہے کہ وہ کارڈ آپ کو غلطی سے چلا گیا ہوگا ورنہ رجسٹر میں تو نہ صرف 16/3/1961 والی وی پی وصول درج ہے بلکہ اس کے بعد 12/8/1961 کو بھی آپ کی جانب سے ایک منی آرڈر کی وصولیابی درج ہے۔اس طرح آپ کا چندہ رجب ۸۲ء تک کا جمع ہوچکا ہے۔ اطلاعاً عرض ہے۔استاذ معظم حضرت مولانا عبدالحق صاحب مدظلہم کی خدمت میں میرا دست بستہ سلام عرض کردیں۔زیارت کو جی چاہتا ہے خدا میسر فرمائے۔

والسلام عتیق الرحمٰن ۷؍جنوری ۱۹۶۱ء

---

(۱) قاری محمد طیب کی جلسہ دستار بندی حقانیہ میں کی گئی تقریر جو ''انسانی فضیلت کا راز'' کے نام سے شائع ہوئی۔

(۶)

## الحق کے ہندوستانی خریداروں کیلئے ماہنامہ دارالعلوم اورالفرقان کا پتہ

برادر محترم۔سلام مسنون ۔گرامی نامہ سے مشرف ہوا۔تازہ پرچہ دیکھ کر مجھے خود بھی لکھنے کا خیال تھا مگر ذہن سے نکل گیا۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا تھا کہ اب جبکہ دارالعلوم کا پتہ ہوگیا ہے۔اگر ضرورت ہوتو ''الفرقان'' کا پتہ نہ دیجئے۔ دراصل میں تو آپ سے انکار نہ کرسکا تھا، ورنہ میری معذوری ہے۔کہ الگ حساب رکھنا اور بروقت اطلاع دینا میرے لئے مشکل ہے، دفتر میں نئے آدمی آج کل کام کر رہے ہیں۔ لہٰذا کوئی خاص ضرورت نہ ہوتو صرف دارالعلوم ہی کا پتہ اب رکھئے، کتابوں وغیرہ کی ضرورت ہوگی تو میں ہرطرح حاضر ہوں اور بھی جو خدمت میرے لائق ہو مجھے مسرت ہوگی، حضرت الاستاذ کی خدمت اقدس میں بصد نیاز سلام اور دعاؤں کی درخواست۔

والسلام: عتیق الرحمان سنبھلی (۲۷؍جون ۱۹۶۶ء)

(۷)

## حضرت الاستاذ کے زیارت کا اشتیاق

محترمی! سلام مسنون۔''الفرقان'' کا ایک اشتہار ارسال ہے۔''الحق'' کی جس قریب ترین اشاعت میں اس کی گنجائش نکل سکے ممنون فرمادیں، میری خرابی صحت کے طویل سلسلہ سے ''الفرقان'' کی اشاعت کافی متأثر ہوئی ہے، اُسکے ازالہ کیلئے کچھ کوشش شروع کی ہے، یہ اُسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے اورآپ سے تعاون کی پوری امید ہے۔

''الحق'' برابر آرہا ہے، آپ کی محنت اور صلاحیت پر رشک آتا ہے، حضرت الاستاذ کی خدمت میں مؤدبانہ سلام، زیارت کا اشتیاق رکھتا ہوں مگر موانع راہ کے علاوہ کمزوری سے زیادہ قصر ہمت کا شکار ہوں۔ والسلام :عتیق الرحمٰن (۲۵؍مئی ۱۹۶۹)

(۸)

## علمی ومطالعاتی زندگی سوالنامہ ٥ والدہ ثانیہ کی علالت

برادر گرامی! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔گرامی نامہ موصول ہوا۔مخلصین کی دعاؤں کے طفیل الحمدللہ ادھرکئی ماہ سے طبیعت کام کے قابل ہوگئی ہے۔ پروردگار اس عنایت کو برقرار رکھے اور زندگی بیکاری میں نہ گزرے۔آپ کی فرمائش اس نوعیت کی ہے اُسکی تعمیل میری سعادت ہے۔ان شاءاللہ اس سے

عہدہ برآ ہونے کی پوری کوشش کروں گا۔ ذرا یہ لکھدیں کہ کتنا وقت مجھے دے سکتے ہیں۔ آجکل گرمی بہت ہے۔ اور الفرقان کے طویل اداریوں کے علاوہ اُسکی توسیع اشاعت وغیرہ کے بھی کچھ کام چھیڑ رکھے ہیں۔ اگر تھوڑا سا وقت مل جاتا تو اچھا تھا۔ ویسے جتنی جلد ممکن ہوگا۔ میں اس کام کی کوشش کروں گا۔ والد ماجد ان دنوں والدہ کی علالت کی وجہ سے اس حال میں نہیں ہیں۔ خدانے اگر جلد شفایاب کیا تو اُن سے بھی کچھ لکھنے کیلئے عرض کروں گا۔ میری والدہ کا انتقال ۴۳ء میں ہوچکا ہے۔ یہ والدہ ثانیہ ہیں جن سے میرے چار چھوٹے بہن بھائی ہیں۔ اسلئے اُن کی نازک علالت والد ماجد کیلئے خصوصی طور پر باعث تفکر ہے۔ اس ماہ کے ''الفرقان'' میں آپ نے ان کیلئے چند سطریں بھی دعا کیلئے پڑھی ہوں گی۔ مخدوم محترم کی خدمت میں دست بستہ سلام۔ والسلام عتیق الرحمٰن (۳؍جولائی ۱۹۶۹ء)

(۹)

### ۱۹۷۱ء کا الیکشن ○ شیخ کی ایک بار زیارت کی تمنا

اخی الکریم ابن الکریم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ گرامی نامہ صادر ہوا۔ بڑی مسرت بخشی۔ ایک مدت سے سلسلہ ربط وضبط ٹوٹا ہوا تھا۔ خواب ہم بھی یہی دیکھ رہے تھے کہ الیکشن کے بعد حالات میں ضرور کچھ تبدیلی ہوگی مگر وہ الیکشن تو ان سے بھی گئے گزرے حالات کی تمہید ثابت ہوا۔ اب تو نہ جانے کب تک کو ایسی امیدوں کی زمین بنجر ہوگئی۔ اور سچ تو یہ ہے کہ اب تو ان باتوں سے زیادہ دوسری باتوں کی فکر غالب ہے۔ اخبارات ورسائل کی ڈاک پر ہمارے یہاں سے کوئی روک نہیں ہے۔ دونوں طرف کی روک تھام آپ ہی کے یہاں ہورہی ہے۔ بہرحال! ''الفرقان'' کے پرچے آپ کو پچھلے دنوں میں نہیں پہنچے اور جو آئندہ اس بندش کے دوران میں نکلتے رہیں گے۔ ان شاء اللہ آپ کیلئے محفوظ رہیں گے البتہ ادھر سے آپ تک جانے والا دستیاب ہونا مشکل ہے اور ہو بھی تو اس کا اندیشہ ہے کہ اس کا بھی حشر آپ کے کسٹم پر ذریعہ ڈاک والا ہو۔ سنا ہے کہ کسی تیسرے ملک کا آدمی ایسے کام کا محفوظ ذریعہ ہے۔

حضرت مولانا مدظلہ العالی کی خدمت میں میرا مؤدبانہ سلام عرض فرمادیں۔ اللہ تعالیٰ تادیر حضرت کا سایہ قائم رکھے۔ میں صرف شاگرد ہی نہیں عقیدت مند ہوں۔ بہت جی چاہتا ہے کہ ایک آدھ بار زیارت کی سعادت پھر حاصل ہو۔ فی الحال میرے لئے ہندوستان سے باہر کی سفر کیلئے قانونی مجبوری ہے۔ ورنہ صحت کا جو حال عرصہ دراز سے چل رہا ہے۔ خود اُسی کی وجہ سے جی چاہتا ہے کہ اُدھر کا سفر ہوجاتا۔ آپ نے حضرت مولانا پر مضمون کے سلسلے میں میرا وعدہ یاد دلایا ہے جب کہ میں

نے اس وقت لکھا تھا۔ یہ کام میرے لئے بڑا مسرت بخش ہوتا۔مگر کامل ایک سال ہوگیا کہ صحت کی خرابی نے اب قلم بھی ہاتھ سے کلیۃً چھین لیا ہے اگر ''الفرقان'' پہنچ رہا ہوتا تو آپ کو خود ہی اندازہ ہوتا۔ بڑے بڑے واقعات ان دنوں میں ہوگئے اور میں نے یا تو کچھ لکھا ہی نہیں اور یا محض خانہ پری کیلئے دو تین صفحے کسی موقع پر بدقت تمام لکھے۔اس بنا پر آپ کے سوالنامہ کا جواب دینے سے بھی معذور ہوں۔ والد ماجد کی خدمت میں پیش کردوں گا جیسا کہ آپ کا حکم ہے۔ اگرچہ امید اُن سے بھی بہت کم ہے۔اللہ تعالیٰ آپ حضرات کو بخیر وعافیت رکھے۔ نیک عزائم میں برکت دے اور ہم دورافتادوں کیلئے کچھ خوشخبریوں کا سامان ہو۔اس وقت تو اپنی فکروں کے ساتھ آپ حضرات کی فکروں کا ایک دوگونہ سلسلہ چل رہاہے۔ والسلام عتیق الرحمٰن (۲۳/اگست ۱۹۷۱)

(۱۰)

## شیخ الحدیث کی رحلت o رشتہ تلمذ o پورے معنی میں ایک ہی فرشتہ صفت انسان o معصوم اور دلنواز شیخ کی یادیں بجھے ہوئے دل کی رونق o پاکستان جانے کی محرک حضرت کی زیارت

برادر مکرم ومحترم سمیع الحق صاحب! السلام علیکم ورحمۃ اللہ،

غالباً ۸/ستمبر کا روز نامہ جنگ تھا جس میں میں نے استاذ مخدوم ومحترم کی رحلت کی خبر پڑھی اور دل مغموم ہوکر رہ گیا کہ مجھے نہ جانا تھا نہ جاسکا اور حضرت چل دیئے کہ اب ہماری زیارت کیلئے موت کے پُل سے گزر کرآؤ۔ رحمہٗ اللہ تعالیٰ رحمۃ الابرار الصالحین۔

۸/ستمبر کو جب یہ خبر پڑھی ہمارے یہاں پوسٹل اسٹرائک چل رہی تھی بس یہ سوچ کر کہ ڈاک کھلے گی تو خط لکھوں گا لگے ہاتھوں لکھنے سے رہ گیا۔ ہمارے یہاں ایک دن بھی اسٹرائک ہو تو پوسٹ بکس (لیٹر بکس) سیل (Sealed) کردیئے جاتے ہیں یہ تو ایک ہفتے سے چل رہی تھی، ڈاک کھلتے کھلتے دو ہفتے اور لگ گئے اور میں ایک مضمون لکھنے میں مشغول ہوگیا تو بات ہی ذہن سے اتر گئی حالانکہ اب چار پانچ دن سے ڈاک کھل گئی تھی کل یکا یک یاد آیا تو کیا بتاؤں کس قدر شرمندگی ہوئی کہ اس قدر محبت اور تعلق کے دعوے تھے اور یہ حقیقت نکلی لیکن محبت کے دعوے سے تو دستبردار ہونا میرے لئے ممکن نہیں جن چند یادوں سے میرے بجھے ہوئے دل کی رونق تھی ان میں سے ایک یاد حضرت والا کے اس دور کی بھی تھی بلکہ ہے جب میں حضرتؒ کے حلقہ درس کا ایک طالب علم تھا اور اس معنی میں خوش نصیب طالب علم کہ مجھے تو اکثر طلبہ کی طرح حضرت سے محبت تھی ہی حضرت بھی میرے ساتھ محبت وشفقت

کا معاملہ فرماتے تھے۔ میں نے شاید آپ سے کہا بھی تھا کہ پاکستان جانے کی اگر خواہش ہوتی ہے تو اس کے محرکات میں سے جذباتی محرک حضرت (علیہ الرحمہ) کی زیارت کا جذبہ ہوتا ہے۔ ۴۷ء نے جو تقسیم کیا تو پھر صورت ہی کو ترس گئے کیا معصوم اور دلنواز ایک شرمیلی سی مسکراہٹ چہرے پر رہتی تھی۔

ع اب اسے ڈھونڈ چراغ رُخ زیبا لے کر

اللہ بال بال مغفرت فرمائے اور اکرام کے اعلیٰ درجات سے نوازے۔ فرشتہ صفت انسان پورے معنی میں ایک ہی دیکھنا یاد ہے۔ اللہ آپ کو ان کا پورا جانشین بنائے اور کسی معنی میں بھی جگہ خالی نہ رہنے پائے۔ میرے نام ''الحق'' جاری کرا دیجئے۔ زرسالانہ معلوم ہونے پر بھیجوں گا۔

والسلام عتیق الرحمٰن سنبھلی (۱۳/صفر ۱۴۰۹ھ/۲۵/ستمبر ۱۹۸۸ء)

(۱۱)

## ابوزہرہ مصری کی کتاب امام ابوحنیفہ کی سلفی تردید بنام تحقیق، مالک رام بنام مولانا علی میاں کی تحقیق

مخدوم زادۂ گرامیٔ قدر مکرم ومحترم مولانا سمیع الحق صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ! آج ہی گرامی نامہ مع ''الحق'' موصول ہوا ہے۔ آپ کی تحریر آنکھوں کی ٹھنڈک اور باعث عزت افزائی ہوتی ہے، ملاقات کی بھی امید دلائی ہے، جو مزید باعث مسرت۔ اللہ یہ امید برلائے آپ سے بہت سی باتیں کرنے کو جی چاہتا ہے۔ الفرقان کا اداریہ اگر کچھ فکر انگیز معلوم ہوا ہے تو اُس پر الحق میں اظہار خیال میرے خیال سے مفید ہوگا۔ ضرورت ہے کہ مسائل پر تبادلہ خیال ہو۔ اور بالکل (کسی حد تک) معروضی انداز میں ہو۔ شیخ ابوزہرہ مصری مرحوم کی امام ابوحنیفہ ضرور دیکھی ہوگی۔ اُس کو مکتبہ سلفیہ لاہور نے اپنی تردید بنام تحقیق سے ملوث کر کے اُردو میں شائع کیا ہے۔ میرا جی چاہتا تھا کہ وہ اس تحقیق کے بغیر آپ حضرات کے یہاں سے شائع کی جاتی۔ مولانا عبدالقیوم حقانی صاحب کی حضرت امام ابوحنیفہؒ پر جس کا نام شاید دفاع امام ابوحنیفہ ہے اس کی ایک کاپی مجھے درکار ہے قیمت جہاں فرمائیں گے ادا کر دی جائے گی کتاب کے نام کا تیقن نہیں ہے۔ برہ کرام مولانا حقانی سے دریافت فرمالیں۔ پیکٹ بند کر دیا تھا کہ ایک ضروری بات کے لیے کھول کر یہ اضافہ کر رہا ہوں۔ الحق میں مالک رام صاحب کا جو خط مولانا علی میاں کے نام بتایا گیا ہے وہ میں نے ارمغانِ دعوت میں خود دیکھا ہے۔ اس کی بنا پر میرا خیال یہ ہے کہ اس کو غلط فہمی سے مولانا محترم کے نام بتایا جا رہا ہے۔ ورنہ یہ اصل میں ارمغان دعوت کے ایڈیٹر کلیم احمد صاحب کے نام ہے جو حضرت مولانا کے مسترشد ہیں اور

غیر مسلموں میں دعوت اسلام کے کام سے دلچسپی رکھتے ہیں۔ میری اس گزارش کی تائید خط کے ایک جملہ سے بھی ہوتی ہے، جو یہ ہے'' کاش آپ سے پہلے ملاقات ہوگئی ہوتی''۔ میرے خیال میں تو حضرت مولانا سے ان (مالک رام) کی ملاقات بہت دفعہ ہوگئی ہوگی کم از کم ایک دفعہ کو تو میں قطعیت سے جانتا ہوں اور یہ مالک صاحب کے انتقال سے پندرہ بیس سال پہلے کی بات ہے اور اس کا موقع تھا دارالمصنفین اعظم گڑھ کی گولڈن جوبلی، بہرحال! میرے خیال میں اس خط کی بابت یہ غلط فہمی ہے کہ یہ مولانا علی میاں کے نام تھا۔ والسلام عتیق الرحمان سنبھلی لندن (۱۹۹۵ء)

(۱۲)

## ہمشیرہ کی وفات پر تعزیت

برادر مکرم و محترم زید مجدکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ! دعا ہے کہ آپ مع جمیع متعلقین بخیر ہوں۔ میں ۸ جولائی تک ہندوستان میں تھا۔ وہیں ''الحق'' سے ہمشیرہ صاحبہ کی المناک وفات ی اطلاع ملی تھی۔ مگر ''الفرقان'' کے خاص نمبر کے کام میں اس طرح مصروفیت تھی اور اس پر مستزاد صحت کی ناسازی کہ فوری طور پر تعزیت کا فریضہ ادا نہ کر سکا اور پھر طبیعت کی خرابی کی شدت سے ذھول ہی ہو گیا۔ یہاں پہنچ کر تازہ ''الحق'' نے یاد دہانی کی تو اپنی کوتاہی پر افسوس کرتے ہوئے اب دیر سے آپ کے اور میاں راشد الحق کے غم میں شریک ہو رہا ہوں۔ اس تھوڑی عمر میں بہن جیسی سراپا محبت شئی کا ایسے المناک طور پر جدا ہو جانا بلا شبہ سخت حادثہ ہے۔ خبر پڑھکر خود اپنے دل پر بھی ایک خاص طبعی اثر ہوا تھا۔ للّٰہ ما اعطی و لہ ما اخذ پس دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحومہؒ کو کروٹ کروٹ عیش جنت نصیب فرمائے اور پسماندگان کو صبر و اجر سے نوازے۔ امید ہے الفرقان کا نمبر مل گیا ہوگا۔

والسلام: مولانا عتیق الرحمٰن سنبھلی ۱۹۹۸ء

(۱۳)

## سینیٹ کی سیٹ کی واپسی پر مبارکباد

بگرامی خدمت برادر محترم جناب مولانا سمیع الحق صاحب زید مجدہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ خوشی ہے کہ آپ کو سینٹ کی سیٹ واپس مل گئی۔ اللہ کرے پارلیمنٹ رہ بھی جائے۔ الحق برابر ملتا ہے۔ اتنا عرصہ گزرنے کے بعد یہ خیال آیا ہے کہ باہر کے پرچوں پر بھاری ڈاک خرچ آتا ہے۔ کم از کم اسکی مد میں ہم جیسے لوگوں کو ضرور کچھ سالانہ پیش کرنا چاہیے۔ اس خیال کے ماتحت اس سال سے

ابتداء کرنے کیلئے دس پاؤنڈ کا پوسٹل آرڈر منسلک کررہا ہوں۔ امید ہے اسکو قبول کئے جانے میں تکلف کو مانع نہ ہونے دیا جائے گا۔ چھ ماہ سے زیادہ ہوئے ہیں۔ جن گزشتہ سال کے اواخر میں یکے بعد دیگرے اور چیزیں آپ کے ای میل ایڈرس پر بھیجی گئیں۔ نہ ان کی اشاعت ہوئی نہ رسید ملی۔ وہ ای میل ایڈریس الحق کے ہرشمارے میں آرہا ہے۔ سمجھ میں نہ آیا یہ معاملہ کیا ہے۔عزیزی حافظ راشد صاحب کو دعائیں۔ والسلام احقر عتیق الرحمٰن (۲۳رمئی۲۰۰۳)

(۱۴)

## سرحد وکشمیر کے تباہ کن زلزلہ کے معنوی یا مادی اسباب

بشرفِ نظر برادرِ محبّ ومحترم جناب مولانا سمیع الحق زیدلطفہٗ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

''الحق'' کے شماروں کے ساتھ عنایت نامہ بھی نکلا۔خوش وقت کیا۔ اللہ آپ کو مراتب بلند سے نوازے۔تشکر کے ساتھ ساتھ اپنی ایک کوتاہی کا احساس بھی عنایت نامہ سے اُبھرا۔خبروں میں برابر پڑھ رہا تھا کہ سرحد بھی زلزلہ کی لپیٹ میں پوری طرح آیا ہے۔مگر ادھر دھیان نہ ہوا تھا کہ اس عالمِ ابتلاء میں شرکت کیلئے چند سطریں آپ کو لکھوں۔ یہ احساس آپ کے عنایت نامہ میں اسکے تذکرہ سے جاگا۔ المیہ کے جو مناظر دیکھنے میں اور جو حالات پڑھنے میں آرہے ہیں ان پر تاثر کے اظہار سے زبان عاجز ہے، یاد نہیں کہ دل کبھی اس طرح بار بار رویا اور مالک سے عافیت طلبی کے لئے گڑگڑایا ہو۔اور میں تو مصیبت زدگان کا ہم ملت ہوں، یہاں بی بی سی جس طرع اس المیہ کو گویا اپنا مسئلہ بنائے ہوئے ہے اس نے یقیناً یہاں کے تمام ہی انسانوں کے دل ہلا رکھے ہونگے۔ چنانچہ برٹش ایڈ گروپ Oxfam کی آج کی رپورٹ میں متعدد یورپین ملکوں کو کچھ بھی نہ دینے پر ملامت کرتے ہوئے بلکہ اپنی گورنمنٹ کا کنٹری بیوشن بھی کم ٹھہراتے ہوئے، یہاں کی پبلک کی طرف سے دی جانے والی رقم ۲۵ملین بتائی گئی ہے۔

لوگ اس المیہ کو عام طور پر عذابِ الٰہی سے تعبیر کررہے تھے میں کچھ دوسری طرح سوچتا تھا۔ اب دیکھا کہ آپ جیسے اہلِ علم بھی، جن کے سامنے ہمہ وقت کتاب وسنت کے دفاتر کھلے ہوئے ہیں، اس کو اسی نظر سے دیکھ رہے ہیں۔ اس کے بعد مجھ جیسے کم علم کو کوئی مختلف اظہارِ خیال کرنا تو نہیں چاہئے مگر دل کی حالت یہ ہے کہ اپنے حلق سے یہ عذاب والی بات اُترنہیں رہی۔ اول تو ماہِ رحمت و مغفرت، جس میں مسلم آبادیوں میں اعمالِ خیر اور مغفرت طلبی کی مقدار عام طور خوب بڑھ جاتی ہے! پھر کوئی ایسے خاص اعمال ان آبادیوں کے نہیں بتائے گئے ہیں جن پر ایسی بے پناہ اور بے امتیاز پکڑ کے لئے کچھ راہ دل میں بنے۔ رہی صدر صاحب کی پالیسیوں کی بات تو وہاں تو بال تک " خاصۃً"

تو کیا، عامۃً بھی بپا نہ ہوا، ورنہ کچھ شبہ کی گنجائش ہو جاتی ۔ البتہ وہ لوگ کہ جو زد میں آ کر بچ رہے ہیں وہ اگر اس طرح یعنی عذاب کی بات سوچیں اور اپنے اعمال کو الزام دیں تو یہ ان کی اُسی ایمانی حس کا تقاضہ ہو گا جس نے حضرت فاروقِ اعظمؓ سے اپنے دورِ خلافت کی قحط سالی میں کہلوایا تھا کہ ''پروردگار! عمر کے گناہوں کی سزا عام مسلمانوں کو نہ دیجئے'' اور جس حس کے ماتحت خود نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں آتا ہے کہ ذرا آسمان کا رنگ بدلتا ہوا دیکھتے تو خوفِ عذاب سے لرزاں ہو جاتے، حالانکہ آپ کی ذاتِ مبارک وہ تھی زمانہ قیامِ مکہ میں اسے کفارِ مکہ کے لئے بھی عذاب سے عافیت کا ضامن بتاتے ہوئے قرآن میں فرمایا گیا تھا ما کان اللّٰہ لِیُعذِّ بَھُم وَانتَ فیھم اللہ جانے صحیح یا غلط، میں تو اس معاملہ اور اس جیسے معاملات، مثلاً سونامی، کو لقد خلقنا الا نسان فی کبد کے مظاہر میں گمان کر رہا ہوں اور یہ خیال آج نہیں بلکہ سونامی ہی کے موقع پر پیدا ہوا تھا کہ اللہ نے اس زمین و آسمان کی بناوٹ ہی اس طور پر کی ہے کہ کچھ نہ کچھ ہوتا ہی رہنا ہے۔ عذاب سمجھنا ضروری نہیں اور اب اس زلزلہ کے حوالہ سے زمین کے اندر پائے جانیوالے خاص زلزلہ والے زونوں کا جو بیان آ رہا ہے۔ اس سے مجھے محسوس ہو رہا ہے کہ شاید میں ٹھیک ہی سوچ رہا ہوں۔ واللہ اعلم۔ یہ معروضہ اگر علمی اعتبار سے لائقِ توجہ نظر آئے تو اگر چاہیں تو ''الحق'' کے ذریعہ دیگر اہلِ علم تک بھی پہنچایا جا سکتا ہے۔ ارادہ تھا کہ عید کے بعد جو ہندوستان کے سفر کا ارادہ ہے اس میں پاکستان کی طرف بڑھ کر آپ حضرات کی زیارت بھی کر لی جائے مگر زلزلہ سے پیدا شدہ حالت میں اب یہ موزوں نہیں معلوم ہوتا۔ اب عیدالاضحیٰ تک قیام دلی، سنبھل اور لکھنو ان شا اللہ رہے گا۔ عزیزم محترم راشد الحق اور دیگر احباب کو سلام مسنون۔ والسلام مع الاکرم نیاز مند

عتیق الرحمٰن سنبھلی (۲۴ رمضان ۱۴۲۶ھ، ۲۷ راکتوبر ۲۰۰۵ء)

(۱۵)

بملاحظہ گرامی منزلت مولانا سمیع الحق صاحب حقانی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ! کل الحق کا خصوصی شمارہ ''مشاہیر'' ملا ہے۔ ٹائٹل پیج ہی ماشاء اللہ اتنا خوبصورت کہ نظر لگ جائے۔ جس نے بھی ڈیزائن کیا خوب کیا مگر مجھے جس بنا پر اس ای میل کا تقاضہ ہوا وہ آپ کے لئے اس کے اندر کی مبارکبادیاں ہیں کہ ان کے بعد آپ کو مبارکباد دینے کے لئے ''مکتوباتِ مشاہیر'' دیکھنے کی ضرورت نہیں رہی۔ یہی شہادتیں بہت کافی ہیں ۔ پس مبارک ہو، بہت مبارک ہو! مدیر الحق میاں راشد الحق کو دعائیں۔ والسلام اخوکم عتیق الرحمٰن (۳رجون ۲۰۱۲ء)

# حضرت مولانا عتیق الرحمان سنبھلیؒ کے خطوط بنام مدیر ''الحق'' مولانا راشد الحق

(۱)

برادر عالی میاں حافظ راشد الحق صاحب حفظ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ! میں بے حد مسرور ہوں کہ مجھے اپنے مخدوم ومحبوب استاد رحمۃ اللہ تعالیٰ کے صاحبزادگان کا ایسا کریمانہ التفات میسر آیا، یعنی آپ کے اور آپ کے والد ماجد مدظلہ کی طرف سے آنے والے تعزیت نامے جو گزشتہ ہفتے مجھے موصول ہوئے ہیں، اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے اور میرے والد مرحوم کے بارے میں ظاہر کئے گئے حسن ظن اور تعلق کو ان کے لئے نافع بنائے (آمین یا الرحمٰن الرحمین)

جی ہاں ! مجھے حسب معمول ''الحق'' کا وہ شمارہ بھی مل گیا ہے جس میں آپ کا تعزیتی شذرہ اور ''تحدیث نعمت'' پر تبصرہ ہے اور دونوں ہی چیزیں بڑی محبت وعنایت پر دال ہیں، واقعہ یہ ہے کہ یہ اللہ والے لوگ جب اس جہان سے جاتے ہیں تو اپنے پیچھے محبت کا ایک ہنگامہ بپا کر کے جاتے ہیں، جو ہم جیسوں کے لئے بے حد تحریص کا باعث ہوتا ہے، ہمیں چاہیے کہ ان کے نقش قدم کو اپنا لیں، (باللہ التوفیق) آپ نے فرمائش کی ہے کہ دیار فرنگ کی کوئی رپورٹ نذر ''الحق'' کروں، آپ کی فرمائش سر آنکھوں پر کہ اس کی تعمیل کر کے گویا میں مخدوم ومحبوب استاد علیہ الرحمۃ کی روح کو خوش کروں گا، آپ کے برطانیہ میں ہونے کی خبر روزنامہ جنگ میں پڑھی تھی، مگر لندن کے دور دراز کی بات تھی اور جن لوگوں کی طرف سے تھی وہ میرے لئے متعارف نہ تھے ورنہ خبر پڑھ کر میرا بھی جی چاہا تھا کہ مخدوم زادے کی زیارت ہوتی۔ والسلام

عتیق الرحمٰن (ستمبر ۱۹۹۷)

(۲)

## مولانا ابوالحسن علی ندوی پر مضمون

برادرم عزیز محترم حافظ راشد الحق حفظہ اللہ۔ السلام وعلیکم ورحمۃ اللہ۔ دعا ہے بخیر ہوں۔ ۲۷ مارچ کو یہیں اسلامک کلچرل سینٹر اینڈ ماسک، ریجنٹ پارک میں ایک سیمپوزیم بیاد حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ منعقد ہوا تھا۔ ایک مختصر سا مضمون اس خاکسار نے بھی وہاں پڑھا اسی کی کاپی یہاں بطور ''تحفۂ درویش'' آنعزیزی نذر کر رہا ہوں، پسند آئے تو الحق میں دے دیجئے، آپ نے مولانا مرحوم کی یاد میں بہت دلآویز نمبر نکالا، والد ماجد محترم کی خدمت میں میرا سلام اور آپ سب سے دعا کی درخواست۔ والسلام مولانا عتیق الرحمان سنبھلی (۱۴/اپریل ۲۰۰۰ء)

(۳)

## درپیش چیلنجوں کا غیر جذباتی تجزیہ ضروری ہے ٥ الحق کا خصوصی شمارہ

عزیز مکرم ومحترم حافظ راشد الحق صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

آپ کی خصوصی اشاعت کئی دن ہوئے موصول ہوئی تو اس کا حق یہ محسوس ہوا تھا کہ فوراً اس کی رسید بطور اظہار تشکر بھیج دی جائے مگر پھر خیال آیا کہ تھوڑی ورق گردانی کر لی جائے تب رسید زیادہ مناسب ہوگی۔ اس نمبر کے لئے میرے کچھ نہ لکھ سکنے کے باوجود آپ نے جس اہتمام (یعنی رجسٹرڈ پوسٹ) سے اسے مجھ تک پہچانے کا خیال رکھا اسے بھی حضرت استاذیؒ (دیو بند میں شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ سے تلمذ کی طرف اشارہ ہے ،راشد الحق سمیع) سے اپنی دلی محبت و عقیدت کا ثمرہ ہی سمجھ سکتا ہوں۔ اللہ آپ کو اس تعلق خاطر کی جزائے خیر دے اور اپنے حفظ وامان میں رکھے۔ اکیسویں صدی کے چیلنجز کے بارے میں شبہ تو اس وقت بھی کسی کو نہ رہا ہوگا کہ جب آپ نے اس عنوان سے اپنے خاص نمبر کا اعلان کیا تھا۔ مگر اب جبکہ یہ نمبر شائع ہوا ہے تب تو چیلنج کی وہ بھیانک صورت آنکھوں سے دکھلائی گئی ہے کہ اس بھیانک پن کا وہم وگمان بھی مشکل سے رہا ہوگا۔ جو ہو گیا وہ تو اسقدر المناک ہے کہ '' آسماں راحق بود گر خوں ببارد بر زمین'' مگر اس المناک شر میں سے بھی اس طرح خیر نکالا جا سکتا ہے کہ اس کا حتی الامکان غیر جذباتی تجزیہ کیا جائے اور اس سے برآمد ہونے والے سبق اگرچہ کتنے ہی کڑوے ہوں انہیں اس المیہ کا ایک عوض اور بدل سمجھا جائے۔ نمبر اگرچہ آپ کی خواہش اور نقشے کے مطابق تیار نہ ہو سکا تاہم اب تک جتنا دیکھ سکا ہوں اس میں کئی مضمون ایسے مل گئے ہیں کہ واقعی چیلنجز کے سلسلے میں تیاری کے لئے اچھی رہنمائی کرتے ہیں یہ پتہ نہیں کہ ہمارے حلقے میں ان کو کارآمد سمجھا جاسکے گا یا نہیں؟

عتیق الرحمٰن سنبھلی (دسمبر 2001)

(۴)

## اپنے ممدوحین کے بارے میں اعتدال ملحوظ رہنا چاہیے ٥ مولانا مدنی پر مضمون اور مصری استاد عبدالمنعم النمر اور فرید الوحیدی کا مناقشہ ٥ شیخ الہند اور مولانا آزاد کا تعلق

عزیز گرامی حافظ راشد الحق صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

دعا ہے آپ مع والدِ ماجد بخیر وعافیت ہوں۔ میرا سلام کہیے۔ مارچ کا الحق ملا تو ایک مضمون

نے اپنے ایک احساس و خیال کے اظہار کی تقریب مہیا کر دی۔ یاد نہیں کتنا عرصہ ہو گیا کہ اپنے حلقہ کی ایک کمزوری جو خصوصیت سی بن گئی ہے، تقاضہ کرتی تھی کہ اس کی اصلاح کی طرف توجہ دلائی جائے۔ مگر بعض باتیں بغیر اچھی تقریب کے کہنے کی نہیں ہوتیں۔ سو آج الحق میں اس کے لئے تقریب میسر آ گئی ہے پس کہہ دینا چاہیے، شاید کہ کام کی بات سمجھی جائے۔ مجھے کمزوری محسوس ہونے والی وہ بات یہ ہے اور میں اسے قابلِ اصلاح سمجھتا ہوں کہ ہم اپنے اکابر اور ممدوحین پر لکھتے ہیں تو اس طرح لکھتے ہیں جیسے یہ سمجھتے ہوں کہ ہر پڑھنے والا اس شخصیت کے بارے میں ہمارے ہی ذہن کا ہو گا یا ہونا چاہیے۔ اس کے بارے میں ہر وہ بات جس سے اس کی بڑائی نکلتی ہو اس کی آنکھوں کو ٹھنڈا کرے گی یا کرنا چاہیے۔ اس لئے ہم کسی مبالغہ میں کوئی قباحت نہیں سمجھتے، ہر بات کی تحقیق بھی ضروری نہیں سمجھتے، ''مریداں می پرانند'' قسم کی سنی سنائی باتیں دھڑلے سے نقل کر جاتے ہیں۔ حالانکہ یہ ہمارے خیال کی دنیا تو ہو سکتی ہے واقعات کی دنیا اس بالکل مختلف ہے۔ ایک عالم ہے جو ہمارے اکابر اور ممدوحین کا نام بھی نہ جانتا ہو۔ اس میں کا کوئی پڑھا لکھا شخص اگر ہماری ان تحریروں کو پڑھے تو دو چار سطروں کے بعد دلچسپی کھو دے گا۔ چنانچہ ہماری کتابیں ہمارے حلقہ سے باہر نہیں پڑھی جاتیں اور ہمارے اکابر و ممدوحین کا حلقۂ تعارف وسیع نہیں ہوتا۔ حالانکہ ان کے وسیع تعارف میں انسانیت کا بھلا ہے۔ وہ لوگ اللہ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی تھے۔ میرا یہ کہنا کہ ہم سمجھتے ہیں ہمارے اکابر تو ساری دنیا کی جانی مانی شخصیتیں ہیں اور ہونی ہی چاہئیں اس کے ایک تجربہ کی مثال سن لینی چاہئے۔ حضرت مدنی علیہ الرحمہ کا ۱۹۵۷ء میں وصال ہوا تھا۔ یہ کفش بردار بھی تعزیت کو دیو بند حاضر ہوا۔ یہ زمانہ تھا کہ عربی مدارس میں مصری مبعوثین عربی زبان کی تعلیم کے لئے آنا شروع ہو گئے تھے۔ دیو بند میں استاذ عبدالمنعم النمر وغیرہ کا قیام تھا۔ انہوں نے مصر میں چھپوانے کیلئے حضرتؒ پر مضامین لکھے تھے، چاہا کہ ذرا پہلے اپنے طلبہ کو بھی سنائیں۔ ان کے طلبہ میں اپنے بعض دوست بھی شامل تھے ان کے ساتھ یہ خاکسار بھی اس مجلس میں پہنچا۔ استاذ نمر اپنا مضمون پڑھتے ہوئے الشیخ الاسلام فی الھند کے الفاظ پر پہنچے تو میرے دوست فرید الوحیدی مرحوم ماشاء اللہ بے دھڑک بہت سے بے تابانہ بول اُٹھے ''شیخ الاسلام فی الہند فقط''؟ اب نمر بیچارے سکتہ میں، کیسے کہیں کہ میں تو خود یہاں آنے سے پہلے حضرت سے واقف نہ تھا اور کیسے کہیں کہ نہیں میاں میں غلطی سے یہ لکھ گیا؟ اور ہمارے یہ دوست کوئی بسم اللہ کے گنبد والے لوگوں میں نہ تھے، ہر حلقہ میں اٹھنے بیٹھنے والے۔

بہر حال! فرطِ عقیدت میں ہماری کیفیت یہ ہے۔ اسی کا ایک نمونہ مجھے تازہ الحق میں نظر پڑا۔

مضمون ہے ہمارے مرحوم مولانا سید اسعد میاں صاحبؒ پر۔ اس میں دوسرے صفحہ پر حضرت شیخ الہندؒ کا تذکرہ آیا ہے اور یہ حضرت کے فیض یافتگان کی فہرست میں امام الہند مولانا ابوالکلام آزادؒ پر ختم ہوتا ہے۔ یوں تو ہمارے اکثر لوگ مولانا آزاد کو اپنے حلقۂ دیوبند ہی میں شمار کرلیا کرتے ہیں اگرچہ ہے یہ بھی بالکل بے حقیقت (ہمارے حلقہ کا صرف سیاسی تعلق ان سے تھا) مگر یہ تو غضب ہی ہے کہ مولانا آزاد کو حضرت شیخ الہند کے فیض یافتگان میں دکھایا جائے۔ حالانکہ ہمارے یہاں تو اس کے برعکس حضرت شیخ الہند کا یہ فقرہ الہلال کے تأثر سے مشہور ہے کہ اس نوجوان نے ہم لوگوں کو جگا دیا۔ اس کے علاوہ بھی کچھ چیزیں اور اس مضمون میں ایسی تھیں کہ مدیر سے حقِ ادارت کے استعمال کا تقاضہ کریں اور ایسے مضامین میں اکثر ہی ہوتی ہیں۔ مدیران کا فرض ہے کہ نئے لکھنے والوں کی ہمت افزائی ہی نہیں ان کی تربیت بھی کرتے جائیں۔ مختصر یہ ہے کہ عقیدت اور اظہارِ عقیدت کی افراط میں ہم اپنے اکابر وممدوحین کو صرف نقصان پہنچا رہے ہیں اگرچہ اپنے نزدیک ہم ان کا حق ادا کر رہے ہوں۔ شاید یہ بات پہلی دفعہ کہی گئی ہے۔ اجنبی لگ سکتی ہے، لیکن غور کریں تو مفید ہی نکلے گی۔ ہاں! ایک اضافہ بھی میرے معلومات میں اس مضمون سے ہوا۔ یہ تو معلوم تھا کہ مولانا مرحوم کا ننھیال بچھراؤں تھا، اب مزید معلوم ہوا کہ پیدائش بھی وہیں کی تھی لیکن یہ بچھراؤں ضلع سہارنپور میں نہیں ہمارے ضلع مرادآباد میں ہے۔ اسکی تصحیح ہوجانی چاہئے۔

والسلام: خیراندیش عتیق الرحمان سنبھلی (اپریل 2006)

---

## مولانا راشد الحق سمیع کے خطوط بنام حضرت مولانا عتیق الرحمٰن سنبھلیؒ

(۱)

محترم المقام جناب حضرت مولانا عتیق الرحمان سنبھلی صاحب مدظلہ۔

السلام علیکم! امید ہے مزاج گرامی بخیر ہوں گے۔

کافی عرصہ بعد آنجناب کے حضور بذریعہ خط حاضری دے رہا ہوں، کئی بار دل میں خیال آیا کہ اپنے مشفق اور بزرگ سرپرست کو خط لکھوں لیکن کاہلی ،غفلت ، نالائقی اور مصروفیات کے باعث لکھ نہ سکا پھر اسی طرح اس ناشکرے پر آنجناب کا شکریہ بھی لازم تھا کہ آپ نے اس ناکارہ کے گستاخانہ خط کو اپنے موقر جریدے ''الفرقان'' میں شائع فرمایا تھا حالانکہ اسکی ضرورت نہیں تھی، یہ

آپ کی اصاغر پروری اور عنایت بے غائت ہے کہ آپ نے اس طالب علم کا حوصلہ اس قدر بڑھایا۔ میں اس کے لئے دل کی گہرائیوں سے آپ کا ممنون ہوں۔ پچھلے دنوں حضرت مولانا عیسیٰ منصوری صاحب مدظلہ یہاں مختصر وقت کیلئے دارالعلوم تشریف لائے۔ مگر آپ زیادہ دیر رکے نہیں (ڈیڑھ دو گھنٹے گزارے) انہوں نے بڑی شفقت کا مظاہرہ فرمایا کہ سخت سردی میں رات کو اسلام آباد سے کافی سفر کر کے اکوڑہ پہنچے۔ ہم ان کی کچھ شایان شان خدمت بھی نہ کر سکے کیونکہ آخری وقت تک ان کا آنا بھی یقینی نہیں ہو رہا تھا۔ دوران گفتگو آنجناب کے بارے میں حضرت والد مدظلہ اور راقم نے بار بار آپ کی خیریت دریافت کی۔ ہماری خواہش ہے کہ آنجناب بھی ضرور دارالعلوم تشریف لا کر ہمیں عزت افزائی سے نوازیں۔ تقریباً دو ماہ قبل راقم نے آنجناب کی خدمت میں والد صاحب حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ کی طرف سے 'الحق' کے خصوصی شمارے ''اکیسویں صدی کے چیلنجز اور عالم اسلام'' کے سلسلے میں دعوت نامہ ارسال کیا تھا۔ امید ہے آنجناب تک ہمارا یہ دعوت نامہ پہنچ چکا ہوگا۔ راقم اس سلسلے میں آنجناب کو بطور یاددہانی یہ گزارش نامہ لکھ رہا ہے کہ آنجناب ضرور اپنی بے پناہ مصروفیات میں سے تھوڑا سا وقت نکال کر ہمارے نمبر کیلئے کچھ نہ کچھ ضرور تحریر فرمائیں یہ میری حوصلہ افزائی بھی ہوگی اور آپ کے گراں قدر مقالہ سے ماہنامہ ''الحق'' کے خصوصی نمبر کی وقعت و اہمیت بھی مزید بڑھے گی۔ مجھے یقین ہے کہ میرے مشفق ہمیشہ کی طرح اس بار بھی ضرور اپنی توجہات اور نگارشات سے مجھے نوازیں گے۔ تیسرے میلنیئم اور اکیسویں صدی کے استقبال کے لئے مغرب امریکہ اور دیگر اقوام عالم نے جو طوفان بدتمیزی برپا کیا ہوا ہے اور وہ لوگ عالم اسلام ،مسلمانوں کو نفسیاتی اور فکری لحاظ سے مرعوب کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ مسلمان اس بڑھتے ہوئے طوفان اور نئے زمانے کے چیلنجز کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہوں۔ عصر حاضر کی ضروریات اور نئے دور کے چیلنجز جیسے اہم موضوع کی اہمیت وافادیت آنجناب سے بڑھ کر کون جانتا ہے۔ ایک دو ماہ تک نمبر کی اشاعت کا ارادہ ہے اگر آپ مغرب میں مسلمانوں کے کردار کے بارے میں لکھ سکیں تو بہتر ہوگا یا اس کے علاوہ آئندہ صدی میں تہذیبوں کے ٹکراؤ اور مغرب کی حیاباختہ ابھرتی تہذیب جیسے موضوعات سے ہمیں نواز سکتے ہیں۔ اگر آنجناب کے پیش نظر دوسرا کوئی اہم موضوع ہو تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں۔ میں نے لکھنو برادرم حضرت مولانا سجاد نعمانی مدظلہ کی خدمت میں بھی دعوت نامہ ارسال کیا تھا اور اس کے علاوہ دیگر ہندوستان کے اکابرین اور اہل قلم حضرات کے نام بھی خطوط ارسال کئے لیکن کسی نے اب تک کوئی جواب نہیں دیا۔ آنجناب سے اس نمبر کی تیاری میں مدد اور

تجاویز کی درخواست ہے ۔ ماہنامہ الحق بھی موقر ''الفرقان'' کی طرح آ پکی سر پرستی اور توجہ کا مستحق ہے۔امید ہے آنجناب انگلینڈ اور ہندوستان کے اہل قلم حضرات سے بھی ہمارے لئے مضمون لکھنے کی سفارش فرمائیں گے۔

آپ کی توجہات اور نگارشات کا منتظر

نیازمند اور طالب دعا راشدالحق سمیع (26/12/99)

(۲)

محترم المقام حضرت مولانا عتیق الرحمان سنبھلی صاحب مدظلہ۔ مدیر ''الفرقان''

السلام علیکم ! امید ہے مزاج گرامی بخیر ہوں گے، آنجناب کے دو والنامے باصرہ نواز ہوئے لیکن میں انتہائی معذرت خواہ اور شرمندہ ہوں کہ بروقت آنجناب کا شکریہ ادا نہ کرسکا۔آنجناب نے ماہنامہ الحق کے حضرت علی میاںؒ نمبر پر جن نیک خواہشات کا اظہار فرمایا ہے اس کے لئے میں آپ کا تہہ دل سے ممنون ہوں۔حقیقت یہ ہے کہ حضرت علی میاںؒ کی عالمگیر خدمات کے پیش نظر ''الحق'' کئی جلدوں پر مشتمل ضخیم نمبر بھی شائع کراتا تب بھی انکا حق ادانہیں ہوسکتا۔افراتفری، افکار پریشاں اور شدت غم کی حالت میں جو کچھ سمجھ میں آ رہا تھا اس کو جلدی میں شائع کرادیا۔ بہرحال! آنجناب جیسی علمی اور عالمی شخصیت کی پسندیدگی نے کافی حوصلہ بخشا۔ بعد میں اچانک چاڈ (افریقہ) اور اٹلی (یورپ) جانا ہوا، اٹلی کے بعد انگلینڈ جانے کا بھی یقینی پروگرام تھا۔ انگلینڈ میں اس بار سب سے زیادہ پرکشش مقصد آپ سے ملاقات کے لئے حاضری دینا تھی کیونکہ مجھے آنجناب کی زیارت کا عرصہ دراز سے اشتیاق ہے لیکن ناگزیر وجوہات کی بناء پر وطن فوری واپسی ہوئی، بہرحال کبھی نہ کبھی ان شاء اللہ یہ امید ضرور پوری ہوگی۔

آنجناب کے دونوں موقر اور گرانقدر علمی مضامین ''الحق'' میں شائع ہو چکے ہیں۔ مجھے امید ہے کہ آپ کی خدمت میں یہ رسالے پہنچ چکے ہوں گے۔ باقی آنجناب نے ہماری جن کوتاہیوں کی طرف اپنے پہلے مشفق نامے میں اشارہ فرمایا ہے تو اس سلسلے میں ہمیں آپ سے مکمل اتفاق ہے۔امید ہے کہ آنجناب جیسے مشفق اور مخلص اکابرین ہماری آئندہ بھی اصلاح فرماتے رہیں گے۔ یقیناً ہمیں حضرت علی میاںؒ کے افکار و نظریات سے بہت کچھ حاصل کرنا چاہیے اور اپنی کوتاہیوں پر خصوصی توجہ دینی چاہیے، ہمیں امید ہے کہ آپ کی اس قسم کی توجہات وتنبیہات ہماری رہنمائی برابر کرتی رہیں گی۔ مجھے ''الحق'' کے خصوصی نمبر کے لئے آپ کی گرانقدر تحریر کا شدت سے انتظار ہے۔کیونکہ اب وقت بہت کم رہ گیا ہے اور راقم گزشتہ کئی ماہ سے

آنجناب سے برابر اس نمبر میں بھرپور شرکت کی درخواست بار بار عرض کر رہا ہے۔

امید ہے کہ حسب سابق ماہنامہ ''الحق'' آپ کی شفقتوں سے محروم نہیں رہے گا۔ باقی تمام احباب کی خدمت میں سلام عرض ہے۔ حضرت والد صاحب مدظلہ بھی سلام پیش کرتے ہیں۔

والسلام

آپکا نیازمند اور توجہات کا طالب

راشدالحق مدیر ماہنامہ ''الحق'' اکوڑہ خٹک (14/06/2000)

(۳)

محترم المقام جناب حضرت مولانا عتیق الرحمان سنبھلی صاحب مدظلہ۔

السلام علیکم! امید ہے مزاج گرامی بخیر ہونگے۔

سب سے پہلے تو میں آنجناب سے نہایت معذرت خواہ و شرمندہ ہوں کہ گرامی نامی کے جواب میں اس ناکارہ اور نالائق سے کافی تاخیر ہوگئی۔ امید ہے کہ حسب سابق اس خطا کار کو معاف فرمائیں گے (والعذر عند کرام الناس مقبول) آنجناب کے مشفق نامے ہم سب کیلئے مشعل راہ کا کام دیتے ہیں اور ان میں موجود مشورے بھی ہمارے لئے باعث سعادت ہوتے ہیں۔ ہمیں آنجناب سے اسی طرح امید اور توقع ہے کہ اپنی توجہات اور عنایات سے آپ ہمیں مالا مال فرماتے رہیں گے دارالعلوم حقانیہ میں مغربی صحافیوں کی آمد کے متعلق آنجناب کی تشویش اور اس پر مدبرانہ تجزیہ ہم سمجھتے ہیں کہ سو فیصد درست ہے ۔ یہ حقیقت ہے کہ ان لوگوں سے خیر کی توقع رکھنا ٹھیک نہیں (مگر چند وجوہات کی بنا پر ہم نے انہیں دارالعلوم میں آنے سے نہیں روکا) دنیا جانتی ہے کہ جہاد افغانستان اور تحریک طالبان میں حقانی فضلاء نے جو قائدانہ کردار ادا کیا ہے اسی کے پیش نظر امریکہ اور عالم کفر کی نظریں دارالعلوم حقانیہ اور دیگر مدارس اسلامیہ پر جم گئی ہیں۔ انکے نیو ورلڈ آرڈر کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ یہی مدارس اسلامیہ ہیں۔ اسی لئے ان کے بارے میں مختلف قسم کے منفی پروپیگنڈے روز کا معمول بن گئے ہیں اور دوسری جانب اسلامی قوتوں اور دینی مدراس کے پاس میڈیا اور ٹیکنالوجی نام کی کوئی چیز نہیں۔ اب اگر ہم ان کو اپنے مدارس میں بالکل داخل نہ ہونے دیں اور اس پر ایک طرح کا غلاف چڑھا دیں تاکہ دنیا کے سامنے اس کی اصل شکل ظاہر نہ ہو تو یہ مناسب نہ ہوتا۔ جب یہ لوگ یہاں پر آتے ہیں تو مولانا مدظلہ اور ارباب مدرسہ ان کا مسلم روایات کے مطابق خندہ پیشانی اور اعلیٰ

اخلاق کے مطابق خیر مقدم کرتے ہیں اور انکو مدرسہ کا ایک ایک کونا دکھاتے ہیں کہ یہاں پر کوئی جنگی ٹریننگ نہیں دی جارہی۔ مدارس اسلامیہ میں صرف نظام تعلیم اور دینی تربیت پر ہی توجہ دی جاتی ہے۔ نہ یہاں پر کوئی فرقہ واریت سکھائی جاتی ہے کئی صحافی تو نہایت متاثر ہو جاتے ہیں اور صحیح رپورٹنگ کرتے ہیں لیکن کئی متعصب قسم کے صحافی بھی ان میں شامل ہوتے ہیں اور وہ غلط رپورٹنگ کرتے ہیں لیکن پھر بھی اس میں کچھ نہ کچھ مثبت چیزیں شامل کرلیتے ہیں۔ اسکی مثال گزشتہ شمارے میں نیویارک کے نمائندے مسٹر جیفری کی طویل رپورٹ ہے جسمیں انہوں نے اگرچہ تعصب سے کام لیا ہے لیکن پھر بھی مجموعی طور پر امریکہ اور پوری دنیا کو مدارس اسلامیہ کے بارے میں بہت سی مفید اور مثبت معلومات فراہم کی ہیں۔ اسی وجہ سے ہم انکے ساتھ تعاون کررہے ہیں۔ گزشتہ دنوں آنجناب کا گرانقدر علمی اور تحقیقی مضمون ''الفرقان'' میں پڑھا۔ پڑھنے کے بعد انتہائی دکھ بھی ہوا اور خوشی بھی۔ دکھ اسلئے کہ صاحب کتاب نے اور خصوصاً سعودی علماء اور مفتی حضرات نے مسلک دیوبند اور اکابرین دیوبند کے بارے میں کیسی کیسی غلط باتیں کہی ہیں۔ میرے خیال میں اس وقت سعودی علماء کے سامنے مسلمانوں اور دنیا کا سب سے بڑا مسئلہ علمائے دیوبند کی تکفیر کرنا رہ گیا ہے۔

ع یہ امت خرافات میں کھو گئی ہے

اور خوشی اس لئے ہوئی کہ آنجناب نے جس قدر تحقیق سے ان کو جواب دیا ہے اور انہیں اپنی تحقیق سے لاجواب کیا ہے اور سارے حقائق ان کے سامنے واضح کرکے پیش کردیئے ہیں، مضمون میں آنجناب نے مسلک دیوبند کا دفاع نہایت ہی عالمانہ، فاضلانہ اور مدبرانہ انداز میں پیش کیا ہے۔ یہ ناکارہ سمجھتا ہے کہ آپ نے مسلک دیوبند کی طرف سے فرض کفایہ ادا کردیا ہے، راقم اس پر آنجناب کو دل کی گہرائیوں سے مبارک باد پیش کرتا ہے۔

باقی ان دنوں خصوصی نمبر ''اکیسویں صدی کے چیلنجز اور عالم اسلام'' کی تیاریوں میں مصروف ہوں لیکن اس کے ساتھ مایوسی کا بھی شکار ہورہا ہوں کیونکہ اکثریت نے معذرت کردی ہے اور بہت سے لوگوں نے جواب دینے کی زحمت بھی گوارا نہیں کی۔ مجھے دل کے ساتھ یہ نمبر غالباً دسمبر کے شمارے میں جیسا تیسا کرکے فرض کفایہ سمجھ کر چھاپ دوں گا کیونکہ امت مسلمہ کو وقت کی قدر، مستقبل کے چیلنجوں کی تیاری کے بارے میں کوئی فکر نہیں۔ انہیں خواب غفلت سے شاید اب صور اسرافیل ہی جگائے اور پھر اس نقار خانے میں اس دور افتادہ کی صدائے درد کو کون سنے گا؟

وائے ناکامی متاع کارواں جاتا رہا ۔۔۔ کارواں کے دل سے احساس زیاں جاتا رہا

حضرت والد صاحب مدظلہ سلام عرض کرتے ہیں ۔ ان دنوں راقم کو آنجناب کی دعاؤں کی شدید ضرورت ہے ۔ گھر کے بزرگ میری شادی کے بارے میں اصرار کررہے ہیں۔ آپ سے دعاؤں کی درخواست ہے کہ انتخاب میں اللہ تعالیٰ آسانی فرمائے اور ایک اچھی نیک' باحیا شریک حیات کا انتخاب کرسکوں ۔

والسلام نیازمند: راشد الحق سمیع حقانی

مدیر ماہنامہ ''الحق'' جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک (28/09/2000)

________(۴)________

محترم المقام جناب حضرت مولانا عتیق الرحمان سنبھلی صاحب مدظلہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! امید ہے مزاج گرامی بخیر ہوں گے ۔ آنجناب کا تعزیتی مکتوب گرامی بذریعہ ای میل کچھ روز قبل موصول ہوا۔ یاد آوری کے لئے صمیم قلب سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ آپ کے تعزیتی مکتوب سے میرے دکھ اور درد بھرے دل کو انتہائی صبر وسکون ملا ہے۔ آپ نے جس انداز سے اس ناکارہ کی ڈھارس بندھائی ہے اور جس قدر شفقت ومحبت اور اپنے پن کا اظہار مکتوب میں فرمایا ہے' اس کے لئے میرے پاس الفاظ نہیں کہ آپ کو ہدیہ سپاس پیش کروں ۔ آپ جیسے بزرگ حضرات کی سرپرستی اور دعاؤں کی بدولت ہی اس نازک موقع پر مجھے بڑا سہارا ملا ہے ۔ ورنہ شروع میں تو یوں لگ رہا تھا کہ جیسے میں ٹوٹ کر اندر سے بکھر چکا ہوں ۔

باقی عرصہ دراز سے آپ کی زیارت کیلئے بیتاب ہوں کیا ہی اچھا ہوتا کہ اگر اس بار آنجناب پاکستان کا پروگرام بنالیتے تو یہ ہمارے لئے بڑی عزت اور افتخار کی بات ہوتی۔ بہرحال ہم پاکستان میں آپ کی آمد کیلئے نہ صرف چشم براہ بلکہ دیدہ ودل فرش راہ کئے ہوئے ہیں ۔

ع اے کہ آمدِ تو باعثِ آبادیء ما

یہ ناکارہ وآوارہ دوبار لندن آچکا ہے لیکن بدقسمتی سے آپ کے شرف ملاقات سے محروم رہا اگر زندگی میں دوبارہ کبھی موقع ملا تو ضرور آپ کی زیارت کے لئے آپ کے دولت کدے پر حاضری کو اپنے لئے سعادت سمجھوں گا۔

باقی آنجناب کے مضامین ہمیں بالکل بھی موصول نہیں ہوئے۔ میں تو ہمیشہ آپ کے گرانقدر

نگارشات کا شدت سے منتظر رہتا ہوں۔ جیسا کہ ہندوستان میں ''الفرقان'' آنجناب کا مجلّہ ہے اسی طرح پاکستان میں ''الحق'' آپ کا اپنا مجلّہ ہے۔ ایک کوفت جو عرصہ دراز سے مجھے محسوس ہو رہی ہے کہ ''الحق'' میں معیاری لکھنے والے دن بدن ناپید ہوتے جارہے ہیں اکثر پرانے لکھنے والے فوت ہوچکے ہیں اور نئے علمی ذوق اور اچھا لکھنے والے درجہ عنقاء میں پہنچ گئے ہیں۔ آپ سے اس سلسلے میں خصوصی گزارش ہے کہ ہندوستان، انگلستان اور دیگر ممالک میں آپ کے حلقہ احباب میں سے جو حضرات لکھنے والے موجود ہوں۔ان کے پتے ہمیں درکار ہیں تا کہ انہیں ''الحق'' میں لکھنے کیلئے دعوت دی جائے اور خصوصاً آپ کے مضامین تو ہمیں ہر شمارے کیلئے درکار ہیں۔ اگر ان مضامین کی فوٹو کاپی اب بھی ہمیں ارسال کی جائے تو اس سے یقیناً ''الحق'' کی زینت اور وقعت مزید بڑھ جائیگی۔

امید ہے کہ میری اس گزارش کو آپ شرفِ قبولیت سے نوازیں گے۔ باقی ای میل پر دنیا بھر سے ہمارا رابطہ ہے۔ معلوم نہیں کہ کیوں آپ کے مضامین ہمیں موصول نہیں ہوئے۔

آنجناب نے لکھا ہے کہ ''الحق'' کے کچھ صفحات کم تھے' اس بار بدقسمتی سے بائنڈنگ میں یہ غلطی ہوگئی تھی۔ اس کے لئے میں آنجناب سے معذرت خواہ ہوں اور دوسرا رسالہ ارسال کررہا ہوں۔ جواب دینے میں بھی یقیناً کافی تاخیر ہوئی' اس پر بھی شرمندہ ہوں۔امید ہے حسب سابق دعاؤں میں یاد رہوں گا۔

والسلام نیازمند وعقیدت کیش راشدالحق سمیع

(۵)

محترم المقام جناب حضرت مولانا عتیق الرحمان سنبھلی صاحب مدظلہ

سلام مسنون! امید ہے مزاج گرامی بخیر ہوں گے۔

کافی عرصہ سے یہ ناکارہ ارادہ باندھتا ہے کہ آپ سے رابطہ کروں لیکن شومئی قسمت کہ سُستی نے کہیں کا نہیں چھوڑا۔ باقی آپ کے قیمتی نگارشات سے قارئین الحق عرصہ دراز سے محروم ہیں۔ اگر کوئی بے ادبی ہوئی ہو تو معافی کا طلبگار ہوں۔ امید ہے حسب سابق آپ کی سرپرستی اس ناکارہ اور مجلّہ ''الحق'' کو میسر ہوگی۔ گزارش یہ ہے کہ حضرت والد صاحب مدظلہ پارلیمانی دورے پر دیگر ممبران پارلیمنٹ کے ہمراہ یورپ کے دورے پر 15/اپریل سے روانہ ہورہے ہیں تو لندن کا پروگرام بھی ان کا 20/اپریل کو ہے۔ دو دن لندن میں قیام کے بعد 22/اپریل کو بریڈفورڈ جائیں گے اور پھر 24 کو مانچسٹر روانہ ہوں گے۔ جہاں سے پاکستان واپسی ہوگی۔ حضرت والد صاحب مدظلہ کی دیرینہ خواہش ہے کہ آنجناب کی

زیارت کے لئے حاضر ہوں۔اس کی کیا صورت بن سکتی ہے؟ آپ کا فون نمبر مجھے چاہیے اور اسی طرح اگر ہندوستان کے دیگر علماء کرام یا آپ کے قریبی احباب بھی کہیں جمع ہوسکیں تو یہ بھی ایک اچھی صورت ہوسکتی ہے۔ اسی طرح حضرت مولانا عیسیٰ منصوری صاحب کا ای میل یا فون نمبر مجھے آپ بسہولت ارسال فرماسکیں تو انہیں بھی میں اطلاع دے دوں۔ آپ سے بھی یہی گزارش ہے۔آخر میں ناکارہ دعاؤں کی درخواست کرتا ہے۔ وفد کا تفصیلی پروگرام پاکستانی سفارتخانہ لندن کے پاس ہوگا۔

والسلام نیازمند: راشدالحق سمیع حقانی (۱۳/اپریل ۲۰۰۵ء)

(۲)

محترم المقام جناب حضرت مولانا عتیق الرحمان سنبھلی صاحب مدظلہ

السلام علیکم !امید ہے مزاج گرامی بخیر ہوں گے۔

کافی عرصہ کے بعد یہ ناکارہ آپ کی خدمت میں بذریعہ خط حاضری دے رہا ہے۔لیکن میرے دل میں ہمیشہ آپ کے لئے عقیدت و محبت قائم ودائم رہتی ہے اور آپ کے قیمتی نگارشات پڑھ کر مستفید ہوتا رہتا ہوں۔آپ کا گرانقدر تاریخی مضمون جون ۲۰۰۵ء کے شمارے میں شائع ہوا ہے اگر چہ کچھ ''مخصوص حلقے'' ناراض بھی ہوئے۔لیکن یہ حقائق تھے اوران کو شائع کرنا ماہنامہ ''الحق'' کی صحافتی ذمہ داری تھی۔ ڈاکٹر جاوید اقبال ''مجذوب'' ہیں' ترنگ میں آکر آئے روز نت نئے متنازعہ امور پر رائے دیتے رہتے ہیں اور اسی وجہ سے علمی اور سنجیدہ حلقے اب ان کی بات کو کچھ اہمیت نہیں دیتے۔ باقی آنجناب کی زیارت کی دیرینہ تمنا دل میں جوں کی توں ہے۔ ابھی ۱۹/ستمبر ۲۰۰۵ء کو میرا امریکہ کا سرکاری دورہ تھا اور دو دن لندن میں قیام بھی تھا۔ ارادہ تھا کہ اس دفعہ ضرور آنجناب کی زیارت کروں گا' لیکن بدقسمتی سے لندن بم دھاکوں کی وجہ سے میں اس سفر سے رہ گیا اور خود اسلام آباد میں امریکی سفیر ریانسی نے پشاور کے کونسلر سے کہا کہ راشدالحق کا تعلق چونکہ حقانیہ سے ہے اور ہو سکتا ہے کہ امریکہ میں انہیں مشکلات کا سامنا نہ کرنا پڑے اسی لئے عین وقت پر میرا سفر امریکہ ملتوی کردیا گیا۔ ورنہ ویزا، ٹکٹ اور دیگر ضروری مراحل مکمل ہوگئے تھے اور یوں ایک بار پھر آپ کی زیارت سے مَیں محروم رہ گیا۔ اس سے قبل بھی 93ء اور 97ء میں لندن کے دو وزٹ کرچکا ہوں لیکن اس وقت بھی معلوم نہیں کہ کیوں ملاقات نہ ہوسکی۔ بہرحال ہماری تمنا ہے کہ اب آپ پاکستان ضرور تشریف لائیں اور ہمیں عزت افزائی کا موقع عطا فرمائیں۔ایک گزارش یہ بھی ہے کہ ماہنامہ ''الحق''

کے صفحات حسبِ سابق آپ کے قیمتی نگارشات کے منتظر ہیں۔ اسی طرح ہندوستان میں کچھ اچھے لکھنے والوں کی بھی توجہ ماہنامہ ''الحق'' کی طرف مبذول فرمائیں کیونکہ پاکستان میں قحط الرجال ہوگیا ہے۔ اچھے اور معیاری مضمون نگار یا تو دنیا سے رخصت ہوگئے ہیں اور یا پھر وہ استعداد عنقا ہوگئی ہے۔

امید ہے کہ آپ ہمیشہ کی طرح ہماری سرپرستی فرمائیں گے۔ رمضان المبارک کا مقدس مہینہ ہے اور آپ جیسے مشفق سرپرست سے یہ ناکارہ درخواست کرتا ہے کہ کچھ خاندانی اور دیگر پریشانیوں میں آج کل گھرا ہوا ہوں، میرے لئے خصوصی دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مدد فرمائیں۔ حضرت مولانا عیسیٰ منصوری صاحب اور دیگر احباب کو سلام عرض کریں۔

والسلام طالب دعا

راشد الحق سمیع حقانی (09/اکتوبر 2005)

---

# ماہنامہ ''الحق'' میں مولانا عتیق الرحمٰن سنبھلیؒ کے مضامین کی تفصیل

| | | |
|---|---|---|
| عتیق الرحمٰن سنبھلی | تاریخ آزادی کا مجاہد حکیم عبدالسلام ہزارویؒ | اپریل ۱۹۷۷/ ۴۹۔۵۱ |
| عتیق الرحمٰن سنبھلی | شیخ الحدیث مولانا زکریاؒ کا دورۂ برطانیہ [سفرنامہ] | ستمبر ۱۹۷۹/ ۱۹۔۲۶ |
| عتیق الرحمٰن سنبھلی | شہیدِ آزادی سیّد احمد شہیدؒ | نومبر ۱۹۸۸/ ۴۳۔۵۲ |
| عتیق الرحمٰن سنبھلی | مرزا طاہر کا مباہلہ سستی شہرت کا ایک حربہ تھا | مئی ۱۹۸۹/ ۴۹۔۵۱ |
| عتیق الرحمٰن سنبھلی | اُردو زبان وادب پر خانوادۂ شاہ ولی اللہؒ اور تحریک سیّد احمد شہیدؒ کے اثرات | اگست ۱۹۹۱/ ۴۵۔۵۱ |
| عتیق الرحمٰن سنبھلی | مکتوب | نومبر ۱۹۹۵/ ۵۹۔۶۰ |
| عتیق الرحمٰن سنبھلی | ستر وحجاب عورت کے بنیادی کردار کا فطری تقاضا | مئی ۱۹۹۶/ ۱۴۔۱۶ |
| عتیق الرحمٰن سنبھلی | مغربی ترقی پسندی' کی معراج' [چرچ اور اسلامک سنٹرز کے لیے ایک چیلنج/ مغرب کی عائلی زندگی، لیڈی ڈیانا کی موت کے پس منظر میں] | ستمبر ۱۹۹۷/ ۳۳۔۳۴ |

عتیق الرحمٰن سنبھلی مکتوبِ انگلستان بنام حافظ راشد الحق [مکتوب] ستمبر ۱۹۹۷/ ۶۱

عتیق الرحمٰن سنبھلی مضامین الحق [مکتوب] مارچ ۱۹۹۸/ ۶۲

عتیق الرحمٰن سنبھلی تعزیتی خط [مکتوب] اکتوبر ۱۹۹۸/ ۶۱

عتیق الرحمٰن سنبھلی بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا [ابوالحسن علی ندویؒ] جنوری ۲۰۰۰/ ۲۱ ۔ ۲۳

عتیق الرحمٰن سنبھلی کچھ ہاتھ نہیں آتا بے آہ سحر گاہی [ابوالحسن علی ندویؒ] اپریل ۲۰۰۰/ ۳۷ ۔ ۴۱

عتیق الرحمٰن سنبھلی مکتوب اپریل ۲۰۰۰/ ۵۰

عتیق الرحمٰن سنبھلی برطانیہ میں اسلام اور مسلمانوں کے مستقبل کا تقاضہ [مکتوب] نومبر ۲۰۰۰/ ۴۵ ۔ ۴۷

عتیق الرحمٰن سنبھلی مکتوب دسمبر ۲۰۰۱/ ۶۱

عتیق الرحمٰن سنبھلی دریا سے اُٹھی لیکن ساحل سے نہ ٹکرائی [مسلم خاتون کا کردار اور عصرِ حاضر] جولائی ۲۰۰۲/ ۱۴ ۔ ۲۱

عتیق الرحمٰن سنبھلی مساواتِ مرد و زن [استدراک بر مضمون 'دریا سے اُٹھی لیکن......' شمارہ جولائی ۲۰۰۲] اگست ۲۰۰۲/ ۱۵ ۔ ۲۰

عتیق الرحمٰن سنبھلی برہمن کی پختہ زناری بھی دیکھ! [امریکا و برطانیہ کی عراق پر حملہ کی منصوبہ بندی] اکتوبر ۲۰۰۴/ ۳۷ ۔ ۴۱

عتیق الرحمٰن سنبھلی سر اقبال بنام حسین احمد مدنیؒ [جسٹس جاوید اقبال کی کتاب کی روشنی میں] جون ۲۰۰۵/ ۱۶ ۔ ۲۵

عتیق الرحمٰن سنبھلی زلزلہ — اپنے اعمال کو الزام دینا ایمانی حس کا تقاضا ہے [مکتوب] نومبر ۲۰۰۵/ ۵۸ ۔ ۵۹

عتیق الرحمٰن سنبھلی اے خاصہ خاصان رُسلؐ وقت دعا ہے [اسلام اور مغرب] مارچ ۲۰۰۶/ ۱۱ ۔ ۱۵

عتیق الرحمٰن سنبھلی اپنے ممدوحین کے بارے میں اعتدال ملحوظ رہنا چاہیے [مکتوب] اپریل ۲۰۰۶/ ۶۰ ۔ ۶۱

عتیق الرحمٰن سنبھلی پاکستان میں اسلامی نظام کی جدوجہد [مجلس عمل کا اتحاد اور ملکی حالات]

اپریل ۲۰۰۶/ ۱۲ ۔ ۱۶

عتیق الرحمٰن سنبھلی امام ابوحنیفہؒ کا بگڑی حکومتوں کے خلاف اقدام [حکومت کے خلاف خروج وغیرہ]

مارچ ۲۰۰۷/ ۳۱ ۔ ۳۸

عتیق الرحمٰن سنبھلی مکتوب جون ۲۰۱۲/ ۵۱

عتیق الرحمٰن سنبھلی رحمتِ عالمؐ نے اپنا یومِ پیدائش کیسے منایا؟ جنوری ۲۰۱۴/ ۴۷ ۔ ۴۸

---

شیخ الحدیث حضرت مولانا حافظ انوار الحق صاحب
ضبط وترتیب: مولانا حافظ سلمان الحق حقانی

# اسلام میں انفاق فی سبیل اللہ کی اہمیت

نحمده ونصلی وعلی رسوله الكريم أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم بسم الله الرحمن الرحيم وَأَنْفِقُوْا مِنْ مَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ فَيَقُوْلَ رَبِّ لَوْلَاۤ اَخَّرْتَنِيْۤ اِلٰۤى اَجَلٍ قَرِيْبٍ فَاَصَّدَّقَ وَاَكُنْ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ(المنافقون: ۱۰)

اور جو کچھ ہم نے تمہیں دے رکھا ہے اس میں سے (ہماری راہ میں) اس سے پہلے خرچ کرو کہ تم میں سے کسی کو موت آ جائے تو کہنے لگے اے میرے پروردگار! مجھے تو تھوڑی دیر کی مہلت کیوں نہیں دیتا؟ کہ میں صدقہ کروں اور نیک لوگوں میں ہو جاؤں۔''

معزز حاضرین! اسلام میں انفاق فی سبیل اللہ کی بڑی اہمیت ہے، جس وقت ایک مسلمان یہ عقیدہ مضبوط کر لیتا ہے کہ ساری مخلوق اللہ کا کنبہ ہے اور وہ اس کنبے کا ایک فرد ہے اس وقت اسے انفاق فی سبیل اللہ کے فلسفہ کو سمجھنے میں آسانی ہو جاتی ہے۔ دوسری طرف جب وہ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث تازہ کرتا ہے کہ مسلمان مسلمان کیلئے ایک جسم واحد کی طرح ہے جس کے ایک عضو کو جب کوئی تکلیف ہوتی ہے تو دوسرا عضو بھی اس میں شریک ہو جاتا ہے تو اس کے انفاق کا جذبہ اور بڑھ جاتا ہے۔

مثل المؤمنين فی توادِهم وتراحمهم وتعاطفهم: مثل الجسد، إذا اشتكى منه عضو: تداعى له سائر الجسد بالسهرِ والحمى (متفق عليه)

انفاق فی سبیل اللہ کا کوئی نصاب نہیں ہے، یہ اہل ایمان پہ فرض ہے، یہ استطاعت کے مطابق مومن پہ فرض ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيْهِ وَ لَا خُلَّةٌ وَّ لَا شَفَاعَةٌ وَ الْكٰفِرُوْنَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ(البقرہ: ۲۵٤)

"اے ایمان والو! جو رزق میں نے تمہیں دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے رہا کرو قبل اس کے کہ وہ دن آ جائے جس میں نہ تجارت ہے نہ دوستی نہ شفاعت اور کافر ہی ظالم ہیں۔''

اس آیت میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ جو بھی مال کسی مومن کے پاس ہے وہ سب اللہ کا دیا ہوا ہے اسلئے مومن کو چاہیے کہ اللہ کے دیے ہوئے مال میں سے اللہ کی راہ میں خرچ کرے۔

میرے بھائیو! انفاق کے تعلق سے ایک بات اچھی طرح سمجھ لینے کی ہے کہ ہم انفاق کے ذریعہ خود اپنا اور اپنے بچوں کا مستقبل محفوظ کر رہے ہوتے ہیں کیونکہ کون جانتا ہے کہ کل ہماری حالت کیا ہوگی، ہم کس حادثہ کے شکار ہوں گے۔ اس طرح انفاق فی سبیل اللہ کے نظام کے تحت ہمارا مستقبل محفوظ ہو جاتا ہے۔

انفاق فی سبیل اللہ اور زکوٰۃ میں بنیادی فرق یہ ہی کہ زکوٰۃ مجبور ہو کر دیا جاتا ہے یعنی آپ کو ہر حال میں ڈھائی فیصد ادا کرنی ہوتی ہے اگر آپ صاحب نصاب ہوں تب کیونکہ یہ ایک قسم کا ٹیکس ہے مگر انفاق میں دل کی رضامندی اور خوشی شامل ہوتی ہے، اس میں خرچ کرنے کی مقدار طے نہیں ہوتی اور کوئی مدت بھی نہیں ہوتی۔ یہ بات کتنی حیرتناک ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی پوری زندگی میں کبھی بھی زکوٰۃ ادا نہیں کی کیونکہ اتنا مال جمع ہونے ہی نہیں دیا جس پہ زکوٰۃ فرض ہو جائے۔ جو بھی مال آیا اسے اللہ کے راستے میں لٹاتے رہے۔

> لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَ لٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَ الْمَلٰٓئِكَةِ وَ الْكِتٰبِ وَالنَّبِيّٖنَ وَ اٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِي الْقُرْبٰى وَ الْيَتٰمٰى وَ الْمَسٰكِيْنَ وَ ابْنَ السَّبِيْلِ وَ السَّآئِلِيْنَ وَ فِي الرِّقَابِ وَ اَقَامَ الصَّلٰوةَ وَ اٰتَى الزَّكٰوةَ وَ الْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ اِذَا عٰهَدُوْا وَ الصّٰبِرِيْنَ فِي الْبَاْسَآءِ وَ الضَّرَّآءِ وَ حِيْنَ الْبَاْسِ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ (البقرہ: ۱۷۷)
>
> ''نیکی یہ نہیں ہے کہ تم نے اپنے چہرے مشرق کی طرف کر لیے یا مغرب کی طرف، بلکہ نیکی یہ ہے کہ آدمی اللہ کو اور یوم آخرت اور ملائکہ کو اور اللہ کی نازل کی ہوئی کتاب اور اس کے پیغمبروں کو دل سے مانے اور اللہ کی محبت میں اپنا دل پسند مال رشتے داروں اور یتیموں پر، مسکینوں اور مسافروں پر، مدد کیلئے ہاتھ پھیلانے والوں پر اور غلاموں کی رہائی پر خرچ کرے، نماز قائم کرے اور زکوٰۃ دے اور نیک وہ لوگ ہیں کہ جب عہد کریں تو اسے وفا کریں اور تنگی و مصیبت کے وقت میں اور حق و باطل کی جنگ میں صبر کریں یہ ہیں راست باز لوگ اور یہی لوگ متقی ہیں۔''

يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَ الْمَيْسِرِ قُلْ فِيهِمَآ اِثْمٌ كَبِيْرٌ وَّ مَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَ اِثْمُهُمَآ اَكْبَرُ مِنْ نَّفْعِهِمَا وَ يَسْئَلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ قُلِ الْعَفْوَ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُوْنَ (البقرہ : ۲۱۹)

''پوچھتے ہیں ہم راہ خدا میں کیا خرچ کریں ؟ کہو جو کچھ تمہاری ضرورت سے زیادہ ہواس طرح اللہ تمہارے لیے صاف صاف احکام بیان کرتا ہے، شاید کہ تم دنیا اور آخرت دونوں کی فکر کرو۔''

جوشخص انفاق فی سبیل اللہ کرتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کوقرض دیتا ہے جس پہ اللہ سبحانہ کا وعدہ ہے کہ وہ اسے بڑھا چڑھاکر لوٹائے گا مَنْ ذَا الَّذِیْ یُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا فَیُضٰعِفَهٗ لَهٗٓ اَضْعَافًاكَثِیْرَةً وَ اللّٰهُ یَقْبِضُ وَ یَبْصُّطُ وَاِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ (البقرة: ۲٤٥)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مازال جبريل يوصيني بالجبار حتى ظننت أنه سيورثة مجھے جبریل (علیہ السلام) لگاتار پڑوسی کے ساتھ (اچھے سلوک کا) حکم دیتے رہے یہاں تک کہ میں نے یہ خیال کیا کہ وہ اسے (پڑوسی کو) وراثت کا حق دار قرار دیں گے اگر کوئی مسلمان پیٹ بھر کر کھائے اور اس کا پڑوسی بھوکا رہے تو قیامت کے دن اس بابت سوال کیا جائے گا۔

میرے بھائیو! انفاق فی سبیل اللہ حقوق العباد سے تعلق رکھتا ہے جو کسی صورت میں بھی معاف نہیں کیا جائے گا۔ قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَالَّذِیْنَ فِیْٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ مَّعْلُوْمٌ ۝ لِّلسَّآئِلِ وَالْمَحْرُوْمِ (المعارج:۲۵-۲۶)

''مومن کے مال میں مانگنے والے اور محروم دونوں کا حق ہوتا ہے۔''

لہٰذا مومن کی ذمہ داری ہے کہ جس کا حق ہے اس کا حق اسے ادا کردے اور اگر کوئی مانگنے والا دروازے پہ آئے تو اسے جھڑکنے کے بجائے اس کا احسان مانے کہ وہ خود اس کے دروازے پہ چلا آیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: خرچ کرو قبل اس کے کہ وہ زمانہ آئے جب تم صدقہ لے کر نکلو گے تو کوئی لینے والا نہ ملیگا اور کہنے والا کہے گا کہ اگر تم کل آئے ہوتے میں لے لیتا۔

یاد رکھیے کہ یہ بات ان صحابہ کرامؓ سے کہی جارہی ہے جو خود مفلوک الحال تھے۔

ایک دفعہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم روزے سے تھے آپ کیلئے دو کھجوریں ماں عائشہ رضی اللہ عنہا نے رکھ رکھی تھیں اسی دوران ایک عورت آ گئی اور اس نے اپنی بھوک کی شکایت کی ماں عائشہ

رضی اللہ عنہا نے وہ دونوں کھجوریں اس خاتون کو دیدیں۔ ایک دفعہ بکری کا شانہ رکھا تھا وہ بھی کسی سائل کو دیدیا، جب یہ ماجرا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سنایا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو تم نے دیدیا وہی باقی رہا یعنی اللہ کے ہاں جمع ہوگیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ لوگ کہتے ہیں میرا مال میرا مال حالانکہ اس کا مال تو وہی ہے جو اس نے کھا لیا پہن لیا یا اللہ کی راہ میں صدقہ کردیا۔

عن عبدِ اللّٰہ بنِ الشخیر،أ نه قال: أتیت النبِی صلی اللّٰہ علیه وسلم وهو یقرأ (أ لهاکم التکاثر) قال: یقول ابن آدم: مالی، مالی، وهل لك یا ابن آدم مِن مالك إلا ما أکلت فأفنیت،أو لبِست فأبلیت، أو تصدقت فأمضیت؟ (مسلم:۳۳۷)

ایک حدیث میں ارشاد فرمایا کہ لوگ اللہ کی راہ میں مال نہیں خرچ کرتے اور جب موت آتی ہے اس وقت کہتے ہیں اتنا فلاں جگہ اور اتنا فلاں جگہ خرچ کردو اب تو اسے خرچ ہونا ہی ہے۔
قرآن مجید میں انفاق کو بڑی نیکی کہا گیا ہے:

لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰی تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ وَ مَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَیْءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِیْمٌ (ال عمران:۹۲)

''تمہیں نیکی نہیں مل سکتی تم نیک نہیں کہلا سکتے جب تک کہ تم اپنی پسندیدہ چیز اللہ کی راہ میں خرچ نہ کردو۔''

اس آیت کو سن کر ایک صحابیؓ نے اپنا پسندیدہ باغ اللہ کی راہ میں وقف کردیا۔

وقال صلی الله علیه وسلم: خصلتان لا یجتمعان فی مؤمن: البخل وسوء الخلق (الترغیب:۲٦۰۸) وقال صلی الله علیه وسلم: اللهم إنی أعوذ بك من البخل وأعوذ بك من الجبن وأعوذ بك أن أرد إلی ارذل العمر۔

آپ صلی اللہ علیہ نے فرمایا کہ ایمان اور بخل ایک جگہ جمع نہیں ہوسکتا یعنی مومن فیاض ہوتا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم بخل سے اپنی دعاؤں میں پناہ مانگا کرتے تھے۔

رمضان میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا انفاق تیز ہوا کی مانند ہوجاتا تھا یعنی خوب خرچ کرتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کسی سائل کو محروم نہیں کیا حتیٰ کہ کسی نے اگر بدن کا کپڑا مانگ لیا تو اسے بھی عطا کردیا۔ کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر کوئی آج فقیر ہے نہیں ہرگز نہیں!۔

مولانا مفتی محمد اکمل جمال*

# حفظ احادیث کی روایت کے احیاء کی ضرورت

ہمارے ہاں عام بیانات بلکہ علمی مجالس میں بھی حدیث بیان کرنے میں عموماً بے احتیاطی برتی جاتی ہے یا تو حدیث کے الفاظ ہی ذکر نہیں کیے جاتے ہیں بلکہ یوں کہا جاتا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے، جس کا مفہوم یہ ہے یا پھر الفاظ تو ذکر کیے جاتے ہیں مگر حوالہ نہیں دیا جاتا کہ بیان کرنے والے نے یہ حدیث کس کتاب سے بیان کی ہے؟ حالانکہ تحقیق کی دنیا میں کوئی بھی بات بغیر حوالے کے قابل قبول نہیں ہوتی، چہ جائیکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب بات بغیر حوالے کے کہی جائے! خصوصاً جبکہ وہ حدیث کمزور ہو، اس صورت میں تو اکثر محدثین نے اس شرط پر بیان کرنے کی اجازت دی ہے کہ یا تو اس کے ضعف کی صراحت کرے یا پھر ایسے الفاظ بیان کرتے ہوئے استعمال کیے جائے جس سے معلوم ہو کہ یہ روایت کمزور ہے۔

اس لیے اس بات کی ضرورت ہے کہ حدیث بیان کرتے ہوئے کم از کم اس کتاب کا حوالہ دے دیا جائے، جس میں یہ حدیث سند کے ساتھ موجود ہے تاکہ سننے والے کے لیے اطمینان کرانے میں سہولت ہو۔ عام واعظین وخطباء سے زیادہ اہل علم کی ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ اس بات کا اہتمام کریں تاکہ اس بات کا رواج چل پڑے۔

اس کام کے لیے بنیادی چیز یہ ہے کہ حفظ حدیث، جس کی ہمارے ہاں نہایت کمی محسوس ہو رہی ہے، اس حوالے سے سنجیدہ قدم اٹھایا جائے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث مبارک نضر اللّٰہ امرأ سمع منا حدیثاً فحفظہ (الترمذی: ٢٦٥٦) سے بھی اس بات کی ترغیب ملتی ہے۔ اسلاف کے ہاں اس بات کا باقاعدہ اہتمام تھا کہ وہ احادیث یاد کرتے اور یاد رکھتے تھے، جس طرح قرآن پاک حفظ کرتے تھے۔

---

* مدرس جامعہ دارالعلوم کراچی

امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ولم يكن القوم يكتبون إنما كانوا يحفظون فمن كتب منهم الشئى فإنما كان يكتبه ليحفظه فإذا حفظه محاه

کہ لوگ اس وقت یاد کرنے کیلئے احادیث لکھتے تھے، اس لیے لکھنے کے بعد مٹادیتے۔''

ویسے دیکھا جائے تو ایک ہزار سال تک ہر دور میں احادیث مبارکہ کے حافظ بکثرت نظر آتے ہیں، ایک تو وہ دور ہے، جب احادیث مدون نہیں تھیں، اس میں تو ظاہر ہے، سارا اعتماد ہی حفظ پر تھا، اس لیے اس وقت تو سبھی محدث حافظ تھے لیکن جب احادیث مدون ہونے لگیں، مصنفات، موطآت اور مسانید مرتب ہوئیں، تب بھی تاریخ بتاتی ہے کہ امام بخاریؒ کو دو لاکھ تک احادیث یاد تھیں، ان کے بعد سے حافظ ابن حجرؒ کے زمانے تک دیکھ لیں، تدوین حدیث کتنے مراحل سے گزری؟ مگر امت نے احادیث یاد کرنے کی روایت برقرار رکھی، امام ذہبیؒ نے ''تذکرالحفاظ'' میں جن حفاظ حدیث کا تذکرہ کیا ہے، ان کی تعداد ہزاروں میں ہے، اس پر علامہ سیوطی وغیرہ کے ''ذیول'' میں آنے والی تعداد مستزاد ہے، علامہ عبدالرشید نعمانی رحمہ اللہ نے ''ابن ماجہ اور علم حدیث'' میں صرف حفاظ حدیث کے تذکرے پر لکھی ہوئی کتابیں ۱۷ر سے زیادہ گنوائی ہیں! ان کے بعد بھی حفاظ حدیث کی ایک تعداد گزری ہے۔

ہمارے قریب کے زمانے میں حضرت عبداللہ درخواستیؒ ''حافظ الحدیث'' کے لقب کے ساتھ مشہور تھے۔ مولانا زاہدالراشدی صاحب مدظلہم لکھتے ہیں: حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستیؒ اس شرف کے ساتھ موصوف تھے کہ انہیں ہزاروں احادیث سند اور متن کے ساتھ یاد تھیں جن کی تعداد دس ہزار سے زائد بتائی جاتی ہے، وہ ہر مجلس میں احادیث سنانے کا ذوق رکھتے تھے۔ مجھے کم و بیش دو عشروں تک ان کی مجالس میسر رہی ہیں اور یہ یاد نہیں ہے کہ خلوت یا جلوت کی کوئی مجلس ایسی ہو جس میں انہوں نے کوئی نہ کوئی حدیث نہ سنائی ہو، وہ فنا فی حدیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم تھے اور اکثر یہ پڑھا کرتے تھے کہ

ماہر چہ خواندہ ایم فراموش کردہ ایم
الا حدیثِ یار کہ تکرار می کنیم

''یعنی ہم نے جو کچھ بھی پڑھا ہے سب بھلا دیا ہے سوائے دوست کی باتوں کے جن کا ہم تکرار کرتے رہتے ہیں۔''

علوم وفنون کے تاریخی مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ علوم کے مختصرات بھی اسی لیے لکھے گئے تا کہ اس کا یاد کرنا آسان ہو، صحیحین کا پہلا اختصار شاید محدث حمیدیؒ کا ہے، انہوں نے مقدمے میں اس بات کی صراحت کی ہے کہ ان کا مقصود کیا تھا؟

مولانا نعمانیؒ نے لکھا ہے کہ مطابع کے وجود میں آنے سے پہلے علمائے اسلام کا یہ عام دستور تھا کہ وہ ہرفن کا ایک مختصر طالب علم کو حفظ (یاد) کرادیا کرتے تھے، موجودہ صدی کو چھوڑ کر کسی بھی صدی کے علماء کا تذکرہ اٹھالیجیے اور ان کے حالات پڑھیے تو آپ کو معلوم ہوگا کہ وہ مختلف علوم وفنون کی کتنی کتابیں زبانی یاد کرتے تھے؟

عرب دنیا میں ''حفظ المتون'' خاص کر ''حفظ احادیث'' کا رواج نسبتاً اب بھی زیادہ ہے، افریقی ممالک میں ''موریطانیہ'' میں علمی انحصار حافظے پر ہے، ہمارے ہاں بھی الحمد للہ اگرچہ آج کل مختلف مدارس میں ''حفظ احادیث'' کے مسابقے منعقد کروائے جاتے ہیں، انفرادی طور پر بھی کہیں اس پرعمل ہورہا ہے، لیکن اس حوالے سے بہر حال کمی ہے، وعظ وخطاب میں خاص کر اس کمی کا اظہار یا احساس زیادہ ہوتا ہے، جو ایک عالم کا شایان شان نہیں ہے، علامہ عراقی ''تقریب'' میں لکھتے ہیں: يقبح بطالب الحديث، بل بطالب علم أن لا يحفظ بإسناده عدة من الأخبار''یعنی حدیث کے طالب علم یا ایک عام عالم وفاضل کو اگر احادیث کا ایک معتدبہ حصہ سند کے ساتھ یاد نہیں ہے تو یہ نہایت نامناسب ہے۔''

اس لیے ضروری ہے کہ اس حوالے سے باقاعدہ تدریسی دورانیے میں ہر ادارے کی جانب سے سالانہ چند احادیث یاد کرانے کا اہتمام کرایا جاسکتا ہے، خصوصاً ابتدائی درجات کے نصاب میں شامل کتابیں ''چہل حدیث''، ''زاد الطالبین'' اور ''ریاض الصالحین'' کی منتخب روایات یاد کرانے کا تجربہ ان شاء اللہ تعالیٰ حوصلہ افزا رہے گا، ویسے اس دورانیے میں یاد کرانا آسان بھی ہے، اگر استاد ضروری تشریح اور حل لغات پر اکتفا کرکے چند منٹ روزانہ حفظ احادیث کے لئے دیتا رہے، اگلے دن اہتمام سے سنے تو یاد کرنا کوئی مشکل نہیں ہوگا۔

حال ہی میں مفتی محمد عاشق الٰہی برنی رحمہ اللہ کے صاحبزادے مولانا مفتی عبد الرحمٰن کوثر

المدنی حفظہ اللہ الإرشادات النبوية (على صاحبها الف الف صلوٰة وتحية) کے نام سے چالیس ، چالیس احادیث پر مشتمل رسالے تیار کیے ہیں، جن میں آٹھ دینی مدارس کے طلبہ کے لیے مرحلہ وار انتخاب ہے، جبکہ ایک رسالہ سکولز کے طلبہ کے لیے ہے، چونکہ انہوں نے مرحلہ وار طلبہ کے مستوی کا بھی اس میں خیال رکھا ہے، اس لیے تجرباتی طور پر اس کو یاد کرانا بھی ان شاء اللہ تعالیٰ کسی فائدے سے خالی نہیں ہوگا۔

انفرادی طور پر بھی یاد کرنے کے عمل کا تجربہ کیا جاسکتا ہے، اس کے لیے علماء نے مختصر احادیث پر مشتمل مجموعے تیار کیے ہیں، علامہ عراقی کی ''تقريب الأسانيد'' (جو ان کی طرف سے اپنے صاحبزادے کے حفظ کے لیے مختصر روایات کا انتخاب ہے) یاد کرنے کے لیے بہت بہترین ہے، قریب کے زمانے میں بھی ایسے کام ہوئے ہیں: دکتور عواد الخلف نے صحيح الحفاظ کے نام سے، صحاح ستہ کے متفق علیہ صحیح احادیث کا اچھا انتخاب پیش کیا ہے۔ شیخ عوامہ دامت برکاتہم کے صاحبزادے محیی الدین عوامہ من صحاح الاحاديث القصار للناشئة الصغار کے نام سے ایک مفید مجموعہ حفظ کے لیے تیار کیا ہے۔ شیخ عبد اللہ التلیدی کی جواهر البحار فی الاحاديث الصحيحة القصار بھی یک سطری احادیث کی ہزار سے زائد صحاح ستہ اور دیگر متون معتبر کی روایات پر مشتمل ہے۔اسی طرح شیخ ابوالطیب مصطفیٰ بن مبروک الشاذلی کی کتاب فتح الغفار بتيسير حفظه صحيح الأحاديث القصار بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے، درجہ سابعہ اور دورہ حدیث کے طلبہ کے لیے انفرادی طور پر یاد کرنے کا ایک آسان طریقہ یہ بھی ہے کہ وہ اپنے پاس ایک چھوٹی سے کاپی رکھیں اور روزانہ دوران درس جو احادیث سامنے آرہی ہیں، ان سے اپنے ذوق کے مطابق مختصر احادیث کا انتخاب کرتے ہوئے اپنی کاپی میں نوٹ کرتے جائیں، فارغ وقت میں انہیں یاد کرنے کی ترتیب بنائیں، اس طرح سال کے آخر تک ان کے سینوں میں ایک اچھا ذخیرہ ان شاء اللہ تعالیٰ محفوظ ہوجائے گا، جو آگے ان کو ساری زندگی کام آئے گا۔

ویسے ان سب میں ظاہر ہے، اصل کردار استاد کا ہی رہے گا، استاد بھی اگر ترغیب کے ساتھ ساتھ وقتاً فوقتاً دوران درس بطور استدلال پیش کرنے والے احادیث درست تلفظ وادائیگی اور حوالے کے ساتھ بیان کرنے کا اہتمام کرے گا، کبھی ترغیب اور شوق دلانے کی خاطر یاد سے چند احادیث سنائے گا تو اس کے ان شاء اللہ تعالیٰ حوصلہ افزاء نتائج نکلیں گے اور یوں اکابر کے اس رفتہ روایت کا احیاء ہوجائے گا، ان شاء اللہ تعالیٰ

مولانا انیس الرحمٰن ندوی
ڈائریکٹر فرقانیہ اکیڈمی بنگلور انڈیا

# سات براعظموں کے وجود کی پیشنگوئی احادیث میں

## قرآن، حدیث، جغرافیہ اور علم طبقات الارض کی روشنی میں

زمانہ قدیم میں انسان براعظموں کے اس تصور سے ناآشنا اور نابلد تھا جیسا کہ آج اس کا تصور پایا جاتا ہے۔ براعظموں کا وہ تصور جو آج پایا جاتا ہے وہ کئی ہزار سالوں کی تحقیقات وتدقیقات، تلاش وجستجو اور دریافتوں کے بعد تشکیل پایا ہے۔ براعظموں کی دریافتوں کا سلسلہ زمانہ قدیم سے لیکر اٹھارویں اور انیسویں صدی عیسوی تک محیط ہے مگر قرآن وحدیث میں ہماری زمین کے جغرافیہ اور خاص طور پر براعظموں اور سمندروں کے متعلق ایسے بیانات موجود ہیں جو اس سلسلے میں تحقیقات جدیدہ اور جدید جغرافیائی تصورات سے مکمل طور پر ہم آہنگ نظر آتے ہیں اور اس سلسلے میں بڑی اعجازی اہمیت کے حامل ہیں۔ زیرنظر مضمون میں قرآن اور حدیث کے انہیں بیانات کی تشریح وتفہیم جدید تحقیقات واکتشافات کی روشنی میں پیش کی جائے گی جس سے ان کی فنی قدر وقیمت کا اندازہ ہوگا۔قبل اس کے کہ اس سلسلے میں ہم قرآن وحدیث کے بیانات کا تحلیل وتجزیہ پیش کریں، دورِقدیم اور بالخصوص عہد نبوی میں رائج جغرافیائی تصورات پر ایک نظر ڈالنا ضروری سمجھیں گے۔

### قدیم جغرافیائی تصورات

کرۂ ارض اور اس کی جغرافیہ کے متعلق انسانی تصورات اتنے ہی قدیم ہیں جتنا کہ کرۂ ارض پر انسانی وجود۔ لہٰذا دنیا کی قدیم ترین اقوام وقبائل نے بھی کرۂ ارض کے جغرافیہ کے متعلق اپنے فہم وفراست کے مطابق تصورات قائم کرنے کی کوششیں کی ہیں، اس سلسلے میں جن قدیم اقوام کے جغرافیائی تصورات ہم تک پہنچے ہیں ان میں مصری، بابلی، یونانی، ہندی، چینی اور رومی وغیرہ قابل ذکر ہیں۔

قدیم مصریوں کے مطابق دریائے نیل کو دنیا کے مرکز کی حیثیت حاصل تھی اور ساری دنیا اسی دریا پر قائم تھی اور اس دریا کے مشرق ومغرب میں واقع نخلستان مختلف دیوتاؤں کے مقامات تصور کئے

جاتے تھے [۱] جبکہ بابلیوں کے دنیا کے نقشہ میں دریائے فرات اور شہر بابل کو دنیا کے مرکز کی حیثیت حاصل تھی [۲] مصری اور بابلی نقشوں سے پتہ چلتا ہے کہ وہ دونوں ان کے قرب وجوار کے علاقوں ہی سے واقف تھے لہٰذا مصری یورپ سے ناواقف تھے جبکہ بابلی نقشہ کے منتہا شمالی حدود مشرقی اناطولیہ تک محدود تھے۔

قدیم مصریوں اور بابلیوں کے برخلاف یونانی مفکرین اور جغرافیہ نویسوں کے یہاں ہماری زمین کے متعلق مختلف خیالات ونظریات رائج نظر آتے ہیں۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ قدیم یونانی فلاسفہ کے یہاں ہماری زمین کے جغرافیہ کے تعلق سے کوئی ایک ٹھوس نظریہ رائج نہیں تھا۔ بلکہ اس سلسلے میں ان کے نظریات چوں چوں کا مربہ نظر آتے ہیں لہٰذا قدیم یونانی فلسفی ہومر (Homer) (۸ویں صدی ق م) کے مطابق دنیا دائرہ نما (circular) ہے جسے ہر طرف سے ایک عظیم سمندر دائرہ نما گھیرے ہوئے ہے [۳]۔ ایک اور یونانی فلسفی تھیلس (Thales) (۷ویں صدی ق م) کا خیال تھا کہ دنیا پانی پر قائم ہے، اور ہماری دنیا کی تمام اشیاء اسی پانی سے پیدا ہوئی ہیں۔ ۶ویں صدی قبل مسیح کے یویانی جغرافیاء داں ہیکٹیئس آف ملیٹس (Hecataeus of Miletus) کی جغرافیائی معلومات میں مصر، فارس، ایشیاء کوچک، شمالی افریقہ کے بعض علاقے اور ہند بھی شامل تھا۔ فیثاغورث (Pythagoras) (۶ویں صدی قبل مسیح) کے متعلق کہا جاتا ہے کہ اس نے دنیا کے کروی الشکل ہونے کا نظریہ پیش کیا تھا، جسے بعد میں افلاطون (Plato) (پانچویں صدی ق م) اور ارسطو (Aristotle) (چوتھی صدی ق م) نے بھی اپنایا۔

قدیم یونانیوں نے دنیا کو تین حصوں (یورپ، ایشیا اور لیبیا (افریقہ)) میں تقسیم کیا تھا۔ ان کی معلوم دنیا میں افریقہ کے شمالی منطقوں پر مشتمل ایک پٹی، جنوبی یورپ کے علاقے اور ایشیاء میں مشرق وسطی اور اس سے متصل علاقے شامل تھے۔ ان کے تصور کے مطابق یہ تینوں براعظم خشکی کے ایک بڑے ٹکڑے پر براجماں ہیں جن کے حدود ان کے یہاں مختلف فیہ تھے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یونانیوں کا براعظم کا تصور براعظم کے موجودہ تکنیکی تصور سے مختلف تھا (اس کی تفصیل آگے ملاحظہ ہو) اور انہوں نے خشکی کے ایک بڑے ٹکڑے پر فرضی سرحدیں قائم کرکے اسے تین براعظموں میں بانٹ دیا تھا، یونانیوں کے مطابق خشکی کے اس ایک جزوی حصہ کو ایک عظیم سمندر دائرہ نما گھیرے ہوئے تھا۔

اسکے برخلاف مشہور مصری ماہر فلکیات وجغرافیا داں بطلیموس (Ptolemy) (۱۰۰-۱۷۰م) کے دنیا کے نقشہ میں ایک بڑے سمندر اور ایک عظیم براعظمی منطقہ کو دکھایا گیا ہے۔ دنیا کے اس نقشہ

اور یونانیوں کے نقشہ میں فرق صرف یہ ہے کہ بطلیموسی نقشہ میں سمندر بیچ میں ہے اور براعظمی منطقہ اسے ہر طرف سے گھیرا ہوا ہے (نقشہ ملاحظہ ہو) جبکہ اس سے قبل کے یونانی نقشوں میں براعظمی حصہ وسط میں تھا اور سمندر اس کو ہر طرف سے گھیرے ہوئے تھے۔

ہماری زمین کے متعلق یونانی فلسفیوں کی ان آراء سے معلوم ہوتا ہے کہ کرۂ ارض کے جغرافیہ کے متعلق ان کی معلومات کا ماخذ بحث وتحقیق نہیں تھا بلکہ محض تخیل اور خیال آرائی تھا کیونکہ ان میں سے کسی نے بھی کرۂ ارض کو مکمل طور پر یا بڑے پیمانے پر ہی صحیح دریافت کرنے کا دعویٰ نہیں کیا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے خیالات میں زمین وآسمان کا فرق نظر آتا ہے۔

## ربع معمور اور اقالیم سبعہ کا تصور

بطلیموس کے بعد تقریبا سات سو سالوں تک اس میدان میں کوئی پیش رفت نہیں ہوئی ۔ آٹھویں صدی عیسوی میں عباسی دور میں علم جغرافیہ میں مسلمانوں نے انتہائی اہم پیش رفت کی۔ اس پر تفصیل کا یہ موقع نہیں ہے۔ یہ بحث ان شاء اللہ ایک الگ مضمون میں پیش کی جائے گا مگر اس سلسلے میں یہاں یہ بات ذہن نشیں رکھنی ضروری ہے کہ مسلمان جغرافیہ دانوں کے یہاں نہ صرف زمین کا کروی الشکل ہونا مسلم ہو چکا تھا بلکہ مسلمان دنیا کے نقشہ کو گلوب پر پروجیکٹ بھی کرنے لگے تھے۔ اس سلسلے میں مسلمان جغرافیہ نویسوں کے مشاہدات سے معلوم ہوتا ہے کہ بارہویں صدی عیسوی تک انسان کرۂ ارض کے صرف ایک چوتھائی حصہ سے ہی واقف تھا جسے قدیم جغرافیائی اصطلاح میں ربع معمور یا ربع مسکون (کرۂ ارض کے شمالی نصف کرہ hemisphere کا اگلا نصف حصہ) سے تعبیر کیا جاتا تھا۔ پھر اس ربع معمور کو قدیم جغرافیہ داں خط استواء سے قطب شمالی تک شرقا غربا سات مساوی حصوں میں تقسیم کر کے انہیں آب وہوا اور موسم کے اعتبار سے سات اقالیم میں تقسیم کرتے تھے جنہیں وہ اقالیم سبعہ سے تعبیر کرتے تھے(۴) کرۂ ارض کے ربع معمور کو بارہویں صدی عیسوی کے مشہور جغرافیا نویس الادریسی (م۱۱۶۵ء) دنیا کے نقشہ کے ذریعہ سمجھا جاسکتا ہے، جس میں اس نے مغربی یورپ سے جاپان تک اور سائبریا سے افریقہ کے شمالی منطقوں تک کی اس وقت کی معلوم دنیا کو دکھایا ہے اور اسے گلوب پر پروجکٹ کیا ہے۔(۵)

## سات براعظموں کا تذکرہ احادیث میں

یہ تھا دنیا کے مختلف قدیم اقوام کے جغرافیائی تصورات کا ایک جائزہ، جس سے معلوم ہوتا

ہے کہ انسان عہد نبوی (ساتویں صدی عیسوی) میں ہماری دنیا کے ایک محدود حصے ہی سے واقف تھا۔ عہد نبوی ہی نہیں بلکہ ۱۲ ویں صدی عیسوی تک انسان کرۂ ارض کے صرف ایک چوتھائی (ربع معمور) حصہ ہی سے واقف تھا۔ جس میں براعظم یورپ، ایشیاء اور افریقہ کے بعض حصے شامل تھے۔ براعظم شمالی امریکہ، جنوبی امریکہ، آسٹریلیا، انٹارکٹیکا اور گرین لینڈ بعد کی دریافت ہیں، جس پر تفصیلی بحث آگے آئے گی۔

اس کے باوجود احادیث مبارکہ میں سات براعظموں اور سات سمندروں کے متعلق صریح بیانات وارد ہوئے ہیں۔ اس کے علاوہ ان میں کئی اہم جغرافیائی اور جیولوجیائی معلومات بھی مذکور ہیں جو جدید سائنسی وجغرافیائی تحقیقات سے مکمل طور پر مطابقت رکھتے ہیں، جن سے اس سلسلے میں احادیث کے گوناگوں علمی اعجازات کا اثبات ہوتا ہے۔ ہمارے پیش نظر یہاں سات براعظموں اور سات سمندروں سے متعلق مختلف احادیث کا ایک علمی وتحقیقی جائزہ پیش کرنا ہے لہٰذا ہم یہاں ان تمام احادیث کا تفصیلی جائزہ پیش کریں گے۔

سات براعظموں اور سات سمندروں کے سلسلہ میں ایک حدیث حضرت وہب بن منبہؒ سے مروی ہے جس کی تخریج ابوالشیخ بن حیان (م ۳۶۹ ھ) نے کی ہے جو اس طرح ہے:

أخرج ابو الشيخ عن وهب قال إنها سبعة أبحر وسبع أرضين والأرض على ظهر الحوت واسم الحوت بهموت (۲)

''ابوالشیخ نے حضرت وہب بن منبہؒ سے روایت کیا ہے کہ آپ نے فرمایا: بے شک سات سمندر اور سات زمینیں ہیں اور زمین مچھلی کی پیٹھ پر ہے اور اس مچھلی کا نام بہموت ہے۔''

اس حدیث میں علم جغرافیہ اور علم طبقات الارض کے بعض اہم ترین حقائق ونظریات کو بیان کیا گیا ہے۔ ان میں سے بعض کا ذکر صراحتا اور بعض کا کنایۃ آیا ہے لہٰذا اس حدیث میں علم جغرافیہ کے دو حقائق اور علم طبقات الارض کا ایک اہم ترین نظریہ بیان کیا گیا ہے جو حسب ذیل ہیں:

- ☆ کرۂ ارض پر سات سمندر موجود ہیں۔
- ☆ اسی طرح اس پر سات زمینیں (براعظم) موجود ہیں۔
- ☆ ہماری زمین مچھلی کی پیٹھ پر قائم ہے جس کا نام بہموت ہے۔

ان تین نکات میں سے پہلے اور تیسرے نکتہ پر بحث اس مضمون میں آگے آئے گی۔ یہاں دوسرے نکتہ پر بحث پیش کی جاتی ہے۔

## ارض کی لغوی تحقیق

اس حدیث میں لفظ ''ارض'' دو صیغوں کے ساتھ استعمال ہوا ہے۔ ایک صیغہء جمع ''سبع ارضین'' ہے اور دوسرا صیغہ واحد ''ارض'' ہے لہٰذا ان دونوں جگہوں پر اس کے معنی الگ الگ مراد لئے گئے ہیں۔ سات زمینوں سے سات براعظم مراد لئے گئے ہیں جبکہ صیغہ واحد ''ارض'' سے ہمارے کرۂ ارض کی اوپری پرت یعنی کرۂ حجری (lithosphere) مراد لی گئی ہے۔ اس کی تفصیل آگے آرہی ہے۔لفظ ارض کے اس معنوی فرق کو سمجھنے کے لئے لفظ ''ارض'' کے لغوی معنی سمجھنا ضروری ہیں۔

درحقیقت عربی زبان میں لفظ ''ارض'' لفظ ''سماء'' ہی کی طرح ایک وسیع المعنی اور انتہائی بلیغ لفظ ہے، جس کے معنی متنوع اور ہمہ جہتی ہیں لہٰذا اس کی معنوی وسعت میں ہر وہ چیز آتی ہے جو انسان کی بنسبت نیچے ہو۔ عربی زبان کی تقریبا تمام بڑی لغات ومعاجم میں لفظ 'أرض' کی حسب ذیل تعریف کی گئی ہے:

کل ما سفُل فهو أرض ''ہر وہ چیز جو نچلی ہو وہ ارض ہے۔ (۷)

أرض: يعبر بها عن أسفل الشيء كما يعبر بالسماء عن أعلاه(۸)

''اَرض: اس سے نچھلی شئ کو بیان کیا جاتا ہے، جیسا کہ سماء سے اوپری شئ مراد لی جاتی ہیں۔''

لفظ ارض کی مذکورۂ بالا تعریفوں سے واضح ہوگیا کہ جس طرح عربی زبان میں لفظ 'سماء' ہر اوپر والی شی (بادل، کرۂ ہوا، آسمان، جرم فلکی، ستارہ، سیارہ، کائنات وغیرہ) پر دلالت کرنے کے لئے استعمال کیا جانے والا ایک ہمہ جہتی لفظ ہے، بالکل اسی طرح لفظ 'اَرض' ہر نیچے والی شئ پر دلالت کرنے کے لئے استعمال کیا جانے والا ہمہ جہتی لفظ ہے۔ لہٰذا لفظ ارض کی اس لغوی تعریف کی رو سے اس کا معنوی اطلاق کرۂ ارض، براعظم، قشر ارض، ملک وسرزمین، مٹی، جزیرے اور زمین کے ایک ٹکڑے وغیرہ سب پر کیا جاسکتا ہے۔ کیونکہ انسان کی بنسبت ان تمام اشیاء کا محل وقوع نیچے ہوتا ہے۔ اسی طرح عربی زبان میں لفظ 'أرض' ایک اور معنی 'سرسبزی وشادابی' سے لبریز کسی مقام کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے:

أرض، يأرض، أرضا (المكان) كثر عشبه وازدهى وحسن فى العين[9]

’’کسی جگہ کا سبزہ سے بھرپور، پررونق اور خوش منظر ہونا۔‘‘

أرِض، يأرَض، أرضا كثُر نبتها وحسن مرآها [10]

’’کسی جگہ کا زیادہ پودہ دار اور خوش منظر ہونا۔‘‘

أرضٌ أريضة أي حسنة النبت وتأرض النبت تمكن على وجه الأرض فكثُر[11]

أرض أريضة کے معنی اگنے والی جگہ کے ہیں اور تأرض النبت کا مطلب ہے روئے زمین پر پودوں کا متمکن ہونا اور کثرت سے ہونا ہے۔‘‘

لہٰذا لغوی اعتبار سے ارض کا اطلاق سبزہ اور روئیدگی سے لبریز مقام پر بھی ہوسکتا ہے اور زمین کو ارض اس وجہ سے بھی کہا جاتا ہے کہ وہ سبزہ اگانے کے قابل ہوتی ہے لہٰذا ’’ارض‘‘ کے اس لغوی معنویت کی رُو سے اس میں زمین کے ایک ٹکڑے سے لیکر براعظم (continent) اور سیارہ (planet) (ایسے اجرام جہاں پانی کے وجود کی وجہ سے سرسبزی وشادابی کا امکان ہو) تمام آجاتے ہیں لہٰذا لفظ ’ارض‘ کا معنوی اطلاق اس کے سیاق وسباق ہی سے کیا جائیگا لہٰذا مذکورۂ بالا حدیث میں لفظ ارض کا استعمال ’براعظم‘ اور ’زمین کے ’کرۂ حجری‘ (lithosphere) دونوں معانی میں ہوا ہے[12]

## براعظم کی اصطلاحی تعریف اور احادیث

قبل اس کے کہ ہم اس بحث کو مزید آگے بڑھائیں یہ جان لینا بھی ضروری ہے کہ جغرافیائی اصطلاح میں براعظم کسے کہا جاتا ہے؟ اسی طرح یہ بھی کہ کیا احادیث میں سات زمینوں کے متعلق مزید کوئی وضاحت موجود ہے جس سے ان سات زمینوں کی کیفیت وماہیت پر مزید روشنی پڑ سکے اور جغرافیائی براعظم اور احادیث میں مذکور براعظم میں مطابقت پیدا ہوسکے۔

جغرافیائی اصطلاح میں براعظم کا اطلاق زمین کے ایک بڑے اور غیر منقطع حصے پر ہوتا ہے جس کو سمندروں نے گھیر رکھا ہو۔

A continent is defined as a large continuous area of land.[13]

’’براعظم زمین کے ایک بڑے اور غیر منقطع علاقے کو کہا جاتا ہے۔‘‘

**A large landmass that rises above the deep ocean** [۱۴]

''ایک بڑا زمینی علاقہ جو سمندری فرش کی گہرائیوں سے اوپر اٹھا ہوا ہو۔''

**Continent is a part of the earth's surface that forms one of the great dry-land masses of the world. It usually has extensive plains or plateaus and one or more mountain ranges, and is surrounded or nearly surrounded by water.**[۱۵]

''براعظم سطح زمین کا وہ حصہ ہے جو کرۂ ارض کے ایک بڑے سوکھے حصہ پر مشتمل ہوتا ہے۔ اس میں بالعموم بڑے میدانی علاقے یا سطح مرتفع اور ایک یا ایک سے زائد پہاڑی سلسلے ہوتے ہیں اور وہ پانی سے مکمل طور پر یا قریب قریب مکمل طور پر گھرا ہوا ہوتا ہے۔''

براعظموں کی ان فنی تعریفات کی رو سے واضح ہوگیا کہ براعظم کا اطلاق زمین کے ایک ایسے بڑے اور غیر منقطع حصہ پر ہوتا ہے جس کو مکمل طور پر یا تقریبا سمندروں نے گھیر رکھا ہو۔ براعظم کی اس تعریف سے اسکی فہرست سے کرۂ ارض پر موجود لاتعداد چھوٹے بڑے جزائر (islands) خارج ہو جاتے ہیں جو کرۂ ارض پر ہزاروں بلکہ لاکھوں کی تعداد میں پائے جاتے ہیں۔ ان میں سے اکثر جزائر اپنے قریبی براعظمی زمین کا ہی حصہ ہوتے ہیں اور وہ اسی ٹکٹونک پلیٹ (Tectonic plate) کا حصہ ہوتے جس پر متعلقہ براعظم براجماں ہوتے ہیں۔

براعظم کی فنی تعریف جو آج مقبول ومتداول ہے سات زمینوں کے سلسلے میں بھی اسی معنویت کی بعض مزید احادیث مروی ہیں جن میں سات زمینوں کی ہیئت وماہیت کے سلسلے میں بعض حقائق قدرے تفصیل کے ساتھ مذکور ہیں۔ اس سلسلے کی ایک حدیث خود حضرت وہب بن منبہؒ ہی سے مروی ہے جس کی تخریج ابوالشیخ نے کی ہے۔ یہ حدیث حسب ذیل ہے:

عن عبد الصمد قال سمعت وهبا رحمه اللّٰه تعالى سئل عن الأرضين كيف هي؟ قال سبع أرضين ممهدة جزائر بين كل أرَضين بحر...... الخ [١٦]

''عبدالصمد سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ میں نے وہب رحمہ اللہ سے سنا ہے کہ آپ سے زمینوں کے متعلق پوچھا گیا کہ وہ کیسی ہیں؟ آپ نے فرمایا سات زمینیں جزائر کی شکل میں بچھی ہوئی ہیں اور ہر دو زمینوں کے درمیان سمندر حائل ہے۔''

عن أبي صالح عن ابن عباس رضي الله عنهما: إنها سبع أرضين متفرقة بالبحار وتظل الجميع السماء (۱۷)

''ابوصالح سے مروی ہے کہ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا: سات زمینیں ہیں جو سمندروں کے ذریعہ جدا ہیں اوران تمام کو آسمان ڈھانکے ہوئے ہے۔''

قال وهب بن منبة: على وجه الأرض سبعة أبحر والأرضون سبع بين كل أرضين بحر (۱۸)

''حضرت وہب بن منبہؒ فرماتے ہیں: روئے زمین پر سات سمندر اور سات زمینیں ہیں ہر دو زمینوں کے درمیان سمندر ہے۔''

سات براعظموں کے سلسلے میں مذکورۂ بالا تمام احادیث اپنے معنی ومفہوم میں بالکل واضح اور دوٹوک ہیں۔ان احادیث سے بعض انتہائی اہم نکات اخذ ہوتے ہیں جو حسب ذیل ہیں:

☆ ان احادیث میں براعظموں کی جو تعریف کی جارہی ہے وہ براعظموں کی جغرافیائی اور اصطلاحی تعریف کے بالکل ہم معنی اور مماثل ہے۔ان احادیث میں اس بات کی وضاحت کردی گئی کہ وہ سات زمینیں عظیم جزیروں کی شکل میں کرۂ ارض پر ہی موجود ہیں یعنی کہ ان میں سے ہر ایک زمین کو سمندر گھیرا ہوا ہے لہٰذا حدیث کی اس تعریف سے جہاں براعظموں کی تعریف ہوگئی وہیں ان کے تعداد کے تعین (سات) سے کرۂ ارض پر موجود اَن گنت چھوٹے جزائر (جو ہزاروں بلکہ لاکھوں کی تعداد میں ہیں) بھی خارج ہوگئے کیونکہ ان کا اطلاق براعظم پر نہیں کیا جاسکتا، نہ جغرافیائی اعتبار سے اور نہ احادیث کی رو سے، جیسا کہ اس کی تفصیل اوپر بیان کی گئی۔

☆ دوسرا یہ کہ اس میں اس بات کی نفی ہے کہ یہ سات زمینیں تہہ بہ تہہ ایک کے نیچے ایک واقع ہیں جیسا کہ بعض لوگ گمان کرتے ہیں بلکہ حضرت ابن عباسؓ کی روایت سے واضح ہوتا ہے کہ تمام ساتوں زمینیں (براعظم) کھلے آسمان کے نیچے بچھی ہوئی ہیں۔ سات زمینوں کا ایک کے نیچے ایک واقع ہونے کا ایک اور مفہوم ہم نے اسی مضمون میں آگے بیان کیا ہے۔

☆ لفظ 'ارض' کے کثیر المعنی ہونے پر مذکورہ بالا احادیث بہترین دلیل ہیں۔ان میں سے بعض احادیث میں ایک ہی حدیث لفظ 'ارض' کا استعمال متعدد معانی کے لئے ہورہا ہے، جن میں کرۂ حجری، کرۂ ارض اور براعظم وغیرہ شامل ہیں۔

☆ ان احادیث میں کرۂ ارض پر سات براعظموں کے ساتھ ساتھ سات سمندروں کے موجود ہونے کا ذکر بھی ہے۔ سات سمندروں پر بحث اسی مضمون میں آگے ملاحظہ ہو۔

## سات براعظم کون سے ہیں؟

براعظموں کی فنی تعریف میں اہل فن کا اتفاق ہے مگر ان کے درمیان اختلاف اس بات میں پایا جاتا ہے کہ کرۂ ارض پر کن زمینی علاقوں کو براعظم تسلیم کیا جائے اور کن کو صرف جزیرہ شمار کیا جائے؟ لہٰذا ان کے درمیان اس سلسلے میں کافی اختلافات اور تضادات موجود ہیں۔ مثلاً لاطینی امریکہ اور بعض یورپی ممالک میں کرۂ ارض کے صرف چھ براعظموں کو تسلیم کیا جاتا ہے جو یہ ہیں: ایشیا، امریکہ (شمالی وجنوبی)، یورپ، افریقہ، آسٹریلیا اور انٹارٹیکا یعنی ان کے یہاں شمالی وجنوبی امریکہ کو ایک ہی براعظم شمار کیا جاتا ہے۔ اس کے برخلاف مشرقی یورپ، روس اور جاپان وغیرہ میں بھی چھ براعظموں کو تسلیم کیا جاتا ہے مگر براعظموں کی ان کی فہرست اول الذکر فہرست سے الگ ہے جو یہ ہے: یوریشیا (ایشیا و یوروپ)، افریقہ، شمالی امریکہ، جنوبی امریکہ، آسٹریلیا، انٹارٹیکا یعنی کہ ان کے یہاں یورپ کو علیحدہ براعظم تسلیم نہیں کیا جاتا ہے بلکہ اس کو ایشیا ہی کا ایک حصہ مانا جاتا ہے۔ ٹکنیکی اعتبار سے یہ رائے درست بھی ہے کیونکہ یورپ کوئی مستقل براعظم نہیں ہے بلکہ وہ ایشیاء سے زمینی طور پر ملا ہوا ہے اور ایشیاء ہی کا ایک جزیرہ نما peninsula ہے۔ ایشیاء اور یورپ کے اس مشترکہ حصہ کو یوریشیا کہا جاتا ہے۔ ان دونوں کے برخلاف مغربی یوروپ، چین اور انگریزی بولنے والے ممالک بشمول ہندستان کے ان میں سات براعظموں کو تسلیم کیا جاتا ہے جو حسب ذیل ہیں: ایشیا، یورپ، افریقہ، شمالی امریکہ، جنوبی امریکہ، آسٹریلیا اور انٹارٹیکا۔ براعظموں کے تعین کے سلسلے میں اس نااتفاقی کا ایک اہم سبب سیاسی اور علاقائی مفادات ہیں۔

براعظموں کی تعداد کے سلسلے میں اس اختلاف کے باوجود براعظموں کی خالص جغرافیائی اور فنی تعریف کی رو سے ان کا اگر تجزیہ کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ شمالی وجنوبی امریکہ دونوں الگ الگ براعظم ہیں۔ اس کے برخلاف یورپ براعظم نہیں ہے بلکہ وہ براعظم ایشیا ہی کا ایک جزیرۂ نما peninsula ہے جیسا کہ جزیرۂ نمائے عرب ایشیا کا ایک جزیرۂ نما ہے:

**Technically, Europe is not a continent, but a peninsula of Asia. It is part of what may be called the Eurasian continent, which has a total area of about 54 million square kilometers.**(۱۹)

''تکنیکی اعتبار سے یورپ ایک براعظم نہیں ہے، بلکہ وہ ایشیا کا جزیرہ نما ہے۔ وہ اس براعظم کا حصہ ہے جس کو یوریشیا کہا جاتا ہے، جس کا کل رقبہ تقریباً ۵۴ ملین مربع کلومیٹر ہے۔''

لہٰذا فنی اعتبار سے یورپ کو علیحدہ براعظم نہ شمار کیا جا کر اس کو براعظم ایشیاء ہی کا حصہ ماننے کی صورت میں اب تکنیکی طور پر براعظموں کی فہرست میں محض چھ براعظم رہ جاتے ہیں جو یہ ہوں گے: یوریشیا (ایشیا و یورپ)، افریقہ، شمالی امریکہ، جنوبی امریکہ، آسٹریلیا اور انٹارٹیکا لہٰذا اب ساتواں براعظم کون سا ہوگا جس پر احادیث میں مذکور ساتویں زمین کا انطباق ہو سکے؟

براعظموں کی اس سیاسی تقسیم سے صرفِ نظر اگر ہم کرۂ ارض پر نظر ڈالیں تو یورپ کو براعظموں کی فہرست سے خارج کر دئے جانے کے باوجود ہمیں کرۂ ارض پر ایک اور بڑا اور غیر منقطع زمینی حصہ نظر آئے گا جس کو گرین لینڈ (Greenland) کہا جاتا ہے۔ گرین لینڈ موجودہ سیاسی تقسیم کی رو سے نہ براعظم ہے اور نہ ہی ایک علیحدہ ملک بلکہ وہ ڈنمارک (Denmark) کا ایک صوبہ ہے۔ اسکے باوجود اس کا رقبہ اتنا وسیع ہے کہ ماہرین یہ سمجھنے سے قاصر ہیں کہ اس کو براعظموں کی فہرست میں کیوں شامل نہیں کیا جاتا، یہی وجہ ہے کہ براعظموں کی موجودہ تقسیم کو وہ قابل نزاع مانتے ہیں:

**A continent is defined as a large continuous area of land. The vague thing about these definitions is the word large. Why is Australia (about 7.7 million sq km or 3 million sq mi) regarded as a continent and Greenland (about 2 million sq km, or 0.8 million sq mi) as an island? ..... Names, it seems, are sometimes arbitrary. Yet, through common usage over the centuries, names become fixed in the language.**[۲۰]

''براعظم زمین کے ایک بڑے اور غیر منقطع علاقے کو کہتے ہیں۔ ان تعریفوں کے سلسلے میں جو چیز مبہم ہے وہ ہے لفظ ''بڑا''۔ آسٹریلیا (جو تقریباً ۷ء۷ ملین مربع کلومیٹر یا ۳ ملین مربع میل ہے) کو کیوں براعظم شمار کیا جاتا ہے؟ اور گرین لینڈ (جو ۲ ملین مربع کلومیٹر یا ۸ء۰ مربع میل ہے) کو کیوں محض جزیرہ؟۔ اس طرح کی اصطلاحیں، لگتا ہے، قابل نزاع ہیں۔ پھر بھی صدیوں سے ان الفاظ کے عمومی استعمال کی وجہ سے زبان میں ان کا یہ استعمال متعین ہو گیا ہے۔''

کرۂ ارض کے براعظم اور ان کی تعداد کے سلسلے میں اس بحث سے اس کا بخوبی اندازہ ہو گیا کہ فنی اعتبار سے ان کی موجودہ تقسیم مختلف فیہ ہے کیونکہ ان کی موجودہ تقسیم بجائے فنی ہونے کے سیاسی

ہے۔احادیث میں سات زمینوں (سات براعظموں) کی معنویت گوموجودہ سات سیاسی براعظموں پر بھی فٹ آسکتی ہے مگر خالص فنی اعتبار سے اور خود احادیث میں موجود ان کی تعریف کی رو سے بھی کرۂ ارض پر سات براعظموں کا وجود ثابت ہے، جو حسب ذیل ہے: یوریشیا (ایشیا ویورپ)، افریقہ، شمالی امریکہ، جنوبی امریکہ، آسٹریلیا، انٹارکٹیکا اور گرین لینڈ۔ ان سات براعظموں کا کل رقبہ وآبادی مع مختلف فیہ براعظموں کے حسب ذیل جدول میں ملاحظہ ہو:

| نمبرشمار | براعظم | رقبہ (مربع کلومیٹر) | آبادی |
|---|---|---|---|
| ۱ | یوریشیا (ایشیاویورپ) | ۵۴،۲۱۰،۰۰۰ | ۵،۳۸۸،۶۹۰،۸۰۱ |
| ۲ | افریقا | ۳۰،۳۷۰،۰۰۰ | ۱،۳۴۰،۵۹۸،۱۴۷ |
| ۳ | شمالی امریکہ | ۲۴،۴۹۰،۰۰۰ | ۵۹۲،۰۷۲،۲۱۲ |
| ۴ | جنوبی امریکہ | ۱۷،۸۴۰،۰۰۰ | ۴۳۰،۷۵۹،۷۶۶ |
| ۵ | انٹارٹیکا | ۱۳،۷۲۰،۰۰۰ | ۰ |
| ۶ | آسٹریلیا | ۸،۴۷۰،۰۰۰ | ۴۳،۱۱۱،۷۰۴ |
| ۷ | گرین لینڈ | ۲،۱۶۶،۰۸۶ | ۵۶،۰۸۱ |
| ۸ | ایشیا | ۴۳،۸۱۰،۰۰۰ | ۴،۶۴۱،۰۵۴،۷۷۵ |
| ۹ | یورپ | ۱۰،۴۰۰،۰۰۰ | ۷۴۷،۶۳۶،۰۲۶ |
| ۱۰ | امریکہ (شمالی وجنوبی) | ۴۲،۳۳۰،۰۰۰ | ۱،۰۲۲،۸۳۱،۹۷۸ |

(جدول ا: براعظموں کی مکمل فہرست (متفق علیہ ومختلف فیہ دونوں) اوران کا رقبہ)

جیسا کہ مذکورۂ بالا جدول سے پتہ چل رہا ہے کہ کرۂ ارض پر موجود براعظموں کی حجموں میں کافی تباین اور فرق پایا جاتا ہے۔مثلا براعظم ایشیا، براعظم آسٹریلیا سے حجم میں پانچ گنا بڑا ہے۔جبکہ گرین لینڈ جو کرۂ ارض کا سب سے بڑا جزیزہ تصور کیا جاتا ہے وہ براعظم آسٹریلیا سے چار گنا ہی چھوٹا ہے۔ ان براعظموں کو براعظم تسلیم کئے جانے کے سلسلے میں مختلف ممالک میں جو اختلافات پائے جاتے ہیں ان کو مندرجہ ذیل جدول کی مدد سے سمجھا جاسکتا ہے:

| ممالک | تسلیم شدہ براعظم | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| ۷/ براعظم:(مغربی یورپ، چین اور انگریزی بولنے والے ممالک میں تسلیم شدہ) | انٹارٹیکا | آسٹریلیا | افریقہ | شمالی امریکہ | جنوبی امریکہ | ایشیا | یووپ | |
| ۶/ براعظم (لاطینی امریکہ اور بعض یورپی ممالک میں تسلیم شدہ) | انٹارٹیکا | آسٹریلیا | افریقہ | امریکہ(شمالی وجنوبی) | ایشیا | یورپ | | |
| ۶/ براعظم (مشرقی یورپ، روس اور جاپان وغیرہ میں تسلیم شدہ) | انٹارٹیکا | آسٹریلیا | افریقہ | شمالی امریکہ | جنوبی امریکہ | یوریشیا (ایشیا یورپ) | | |
| ۷/ براعظم (جغرافیہ کی فنی تعریف کے مطابق جس کی تائید احادیث سے بھی ہوتی ہے) | انٹارٹیکا | آسٹریلیا | افریقہ | شمالی امریکہ | جنوبی امریکہ | یوریشیا | | گرین لینڈ |

(جدول۲: دنیا کے کن ممالک میں کونسے زمینی حصوں کو براعظم تصور کیا جاتا ہے؟)

خلاصہ یہ کہ براعظموں کی موجودہ تقسیم چاہے جیسی بھی ہو احادیث میں مذکوران کی تعریف جغرافیائی نقطۂ نظر سے خالص فنی اور تکنیکی ہے۔ براعظموں کی اس جغرافیائی اور فنی تعریف کی رو سے جن سات براعظموں کا اثبات ہوتا ہے احادیث اس پر بخوبی دلالت کررہی ہیں لہٰذا احادیث میں مذکوران کی تعریف علمی اور فنی ہے جبکہ براعظموں کی موجودہ تسلیم شدہ شکلیں سیاسی اور مختلف فیہ ہیں۔شکل نمبر۲ میں دنیا کا نقشہ ملاحظہ ہو جس میں سات براعظموں کی شکل وہیئت اوران کا محل وقوع دکھایا گیا ہے۔

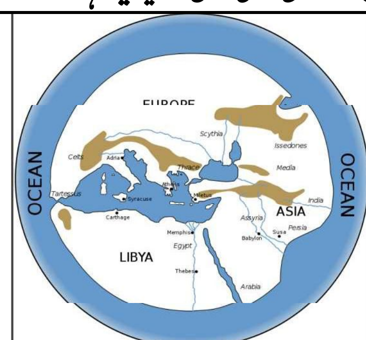

شکل ا: ہیکٹیئس آف ملیٹس کا دنیا کا نقشہ

شکل۲: بطلیموس کا نقشہ عالم جسے پندرھویں صدی میں تشکیل د

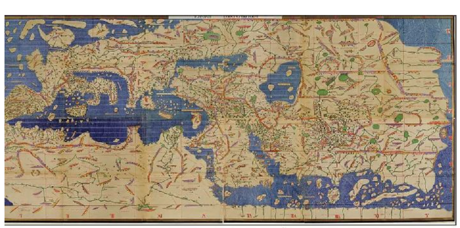
شکل۳: الادریسی کا دنیا کا نقشہ

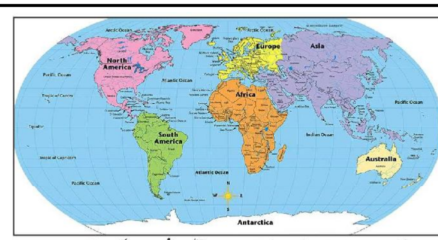

شکل۴: دنیا کا نقشہ جس پر کرۂ ارض کے سات براعظم واضح طور پر دیکھے جاسکتے ہیں۔

# حواشی


(۱) 1- Montet, Pierre, 2000, "Eternal Egypt", Phoenix Press.

(۲) Lewy H., Lewy J., "The Origin of the Week and the Oldest West Asiatic Calendar", The Hebrew Union College Annual 17 (1943), 1-146.

(۳) Strabo, Geography, I, 1.

(۴) كشاف اصطلاحات الفنون، محمد على التهانوى، ص ٣٠٧؛ التنبيه والاشراف، مسعودى، ص ٢٣-٢٤۔

(۵) كتاب نزهة المشتاق فى اختراق الآفاق، ادريسى، مكتبة الثقافة الدينية، پورٹ سعيد، مصر۔

(۶) الهيئة السنية، جلال الدين السيوطى، ص ٧٤۔

(۷) معجم الصحاح، جوهرى، ص ٣٧؛ لسان العرب، ابن منظور، ٨٧/١؛ تاج العروس، زبيدى، ٢٢٦/١٨۔

(۸) المفردات فى غريب القرآن، راغب أصفهانى، ص ١٦۔

(۹) المنجد۔

(۱۰) المعجم الوسيط۔

(۱۱) المفردات فى غريب القرآن، راغب اصفهانى۔

(۱۲) اس موضوع پر قرآن وحدیث کی مثالوں کے ساتھ تفصیلی بحث راقم نے اپنے مضمون ''لفظ 'ارض' و 'سماء' کے مدلولات اور ان کا اعجاز'' مطبوعہ سہ ماہی تحقیقات اسلامی، علی گڈھ، اکتوبر-دسمبر ۲۰۱۳ نیز مجلّہ دو ماہی تعمیر فکر، مارچ-اپریل/مئی-جون ۲۰۱۴ میں کی ہے۔)

(۱۳) World Book Encyclopaedia, Vol. 4, P. 315.

(۱۴) Oxford Conscise Science Dictionary, P. 160, OUP, New York, 1991.

(۱۵) Oceanography, P. 53.

(۱۶) العظمة، ابو الشيخ، ١٣٩٩/٤۔

(۱۷) تفسير أبى السعود: ٢٦٥/٨؛ تفسير حقى، اسماعيل حقى، ٤٠٥/١٥؛ تفسير البحر المديد، ابن عجيبة، ٣٥٣/٦۔

(۱۸) تفسير القرطبى: ١٦٩/١١-١٧٠۔

(۱۹) Oceanography, P. 53.

(۲۰) - Ibid.

مولانا شفیق احمد سلیم ملکانوی*

# ماہنامہ ''الحق'' کا شہید اسلام نمبر
# ایک ایمان افروز داستان

سالار قافلہ حق شہید حضرت مولانا سمیع الحق رحمہ اللہ ایک ہشت پہلو شخصیت تھے، ظریف الطبع تھے، علم سے مالا مال تھے، عملی پہلو نے انہیں رعنائی عطا کر رکھی تھی، بہترین مدرس تھے اوراس سے فزوں تر شارح حدیث تھے، متعدد کتب ورسائل کے مؤلف ومصنف تھے اوراس سے بالا اچھے ادیب اور انشاء پرداز تھے۔ مذہب وسیاست کے ایوان میں آوازحق تھے اوراس سے کہیں فوق ایوان حکومت میں نفاذ شریعت کے داعی کبیر تھے۔ بلاخوف لومۃ لائم کلمہ حق سے افضل جہاد کا فریضہ سرانجام دینے ایک نڈر اور بیباک مرد مجاہد تھے، أصلها ثابت وفرعها فی السماء کے مصداق عظیم دینی اسلامی یونیورسٹی دارالعلوم حقانیہ کے مہتمم رہے تھے، ہزاروں مشفعینِ حقانیہ کے محسن، مربی اور اتالیق تھے، انتہا درجہ کے سخی تھے، مہمان نواز تھے، اصاغرنوازی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی، ہنس مکھ اور بذلہ سنج تھے اور عروس ہنر اور حجلہ حسن تھے اوران تمام پر ختامہ مسک یہی کہے گا کہ اللہ جل شانہ وعم نوالہ نے اپنے پاک کلام کی تشریح، توضیح اور تفسیر کا کام لیا اور تفسیر لاہوری کے مرتب ہوکر عظیم مفسر بھی قرار پائے

اے فروغ ماہ حسن از روئے رخشانِ شما
آبروئے خوبی از چاہِ زنخدان شما!

اس گلستانِ ہزار رنگ شخصیت سے متعلق نقوش تراشنے میں مَیں اور میرا قلم کیا حیثیت رکھتا ہے صرف آبلہ پا ہی نہیں بلکہ شکستہ پا ہے اس نمبر میں بیسیوں شہسوارانِ قلم اس چمن میں گلکاریاں کرنے اترے اورانہوں نے نگینے مرصع کیئے، مگر حضرت شہیدؒ کی خوبیوں اور صفات ومزایا کا عنوان ہی ٹھہرے، بایں ہمہ ''الحق'' کا یہ عظیم اور خوبصورت نمبر حضرت شہیدؒ کیلئے ایک بہترین خراج تحسین ہے۔

---

* ناظم تعلیمات جامعہ مفتاح العلوم سرگودھا

''الحق'' کا یہ نمبر عمدہ، مضامین اور تحریری گلگاریوں کا خوبصورت گلدستہ ہے، مضامین پر نظر ڈالنے سے بخوبی یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ نمبر تصنع اور بناوٹ سے پاک قلبی واردات و تاثرات پر مشتمل ہے، اپنوں اور بیگانوں سبھوں نے لکھا اور خوب لکھا اور سب یہ خبر دے رہے ہیں کہ حضرت شہیدؒ ایک عظیم اور بہت ہی عظیم انسان تھے اور لاریب وہ عظیم ہی تھے اور عظمتوں کا مینار تھے اور انہی عظمتوں پر ہی مر مٹے اور جان لٹا دی اور اپنے پیشرو جنگ اکوڑہ کے شہداء سے جا ملے اور محو آرام ہوئے اور امید ہے کہ امام المجاہدین حضرت سید احمد شہیدؒ قدس سرہ سے ملے ہوں گے اور یہ عرض رسا ہوئے ہوں گے کہ حضرت! جس اکوڑہ میں آپ نے اپنی جدوجہد کے پسینے بہائے اور اپنے ساتھیوں کی جانیں نچھاور کیں میں نے وہاں علم کی آبیاری کی اور مسلسل باطل سے نبرد آزما ہوکر اپنی جان کا نذرانہ پیش کرکے آپ کے نقش قدم پر گامزن ہوکر جرعہ جامِ شہادت بھی نوش کرآیا ہوں ......

حاصل عمر در رہ یار نثارے کردم　　　شادم از زندگی خویش کہ کارے کردم

چار جلدوں پر مشتمل اس ضخیم نمبر میں عمدہ مضامین اور ثقہ حضرات کی تحریرات ہیں، حضرت شہیدؒ کی زندگی کے تقریباً تمام گوشے جمع ہوگئے ہیں اوران ۲۲۳۲ صفحات میں صرف ایک شخص اور فرد واحد کی حیات مستعار کا تذکرہ کہ نہیں بلکہ ایک عہد کی تاریخ اور ولولہ انگیز داستان ہے۔

مدیر ''الحق'' حضرت مولانا راشد الحق سمیع دام مجدہ مبارکباد کے مستحق ہیں جنھوں نے اپنی انتھک محنت اور بسیار سعی و کاوش سے یہ نمبر منصۂ شہود پر لائے اور لائق صد تبریک کارنامہ سرانجام دیا۔

ع　ہمہ آفاق گرفت و ہمہ اطراف کشاد

لیکن اگر میں اس موقع پر اپنے مشفق ومہربان، مؤلف کتب کثیرہ، شارح حدیث حضرت مولانا عبدالقیوم حقانی مدظلہم کا ذکر خیر نہ کروں تو انتہائی ناسپاسی ہوگی، جنھوں نے اپنے استاد شہیدؒ سے قلبی ارادت وعقیدت کا اظہار زندگی ہی میں ان کی سوانح لکھ کر کیا۔ دنیا میں بہت کم شخصیات ایسی گذری ہیں جنھوں نے اپنی حیات ہی میں اپنے کسی نیاز کیش اور بے پناہ الفت ومودت سے معمور اور رشتہ تلمذ سے وابستہ شاگرد رشید سے خوشیوں کے یہ پھول سمیٹتے ہوئے ردائے مسرت اوڑھے دنیا کو الوداع اور خیر باد کہا ہو، پھر حضرت حقانی مدظلہم کے اس نمبر میں بھی اپنے شہید استاد سے متعلق ایک دو نہیں بلکہ متعدد مضامین ہیں، میں آں موصوف کو بھی بصمیم قلب مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

اللہ کرے اس نمبر کو قبولیت عامہ نصیب ہو۔(وما ذلك على الله بعزيز)

جناب شمس الدین حسن شگری
مصنف، صحافی و تجزیہ نگار

# مسلم دنیا اور جمہوریت

## ایک علمی اور فکری جریدہ: سالنامہ ''تحقیقات'' کا مختصر تعارف

کیا آپ چند روپوں اور ۳۱۰ صفحات میں جمہوریت، اسلام اور جمہوریت، سیاسی اسلام، مابعد سیاسی اسلام، دنیا بھر کی اسلامی جمہوری تحریکوں، سیاسی اسلام سے مسلم جمہوریت تک کا سفر، جمہوریت کے کامیاب مسلم ماڈل، بہار عرب، طالبان کی آمد۔ ملائیشیا، انڈونیشیا، ایران، جنوبی ایشیا، ترکی میں سیاسی اسلام، جمہوریت اور مابعد سیاسی اسلام سمیت دیگر اہم مسائل اور موضوعات سے متعلق جانکاری کے ساتھ ساتھ کچھ اہم کتابوں کا تعارف حاصل کرنا چاہتے ہیں؟

نوجوان اسکالر جناب محمد اسرار مدنی صاحب نے انتھک محنت سے ایک جریدہ '' سالنامہ تحقیقات'' کا اجرا کیا ہے۔ تحقیق ومکالمہ پر مبنی یہ جریدہ بہت اہم علمی، فکری اور تحقیقی مضامین اور مباحث پر مشتمل ہے۔ اس جریدے کا ہر مضمون اپنی جگہ انتہائی اہمیت کا حامل ہے۔ ہر مضمون میں علم ودانش کے موتی موجود ہیں۔ مقالہ نگاروں کا تعلق دنیا کے مختلف خطوں سے ہے۔ سوائے ایک کے تمام مقالہ نگار انتہائی تعلیم یافتہ اور اپنے اپنے مضمون اور شعبہ کے ماہرین ہیں۔ ہر ایک نے انتہائی محنت اور عرقریزی سے متعلقہ موضوع کے تمام جہات پر سیر حاصل لکھا ہے۔ ہر مضمون سوچنے کے نئے زاویے فراہم کرتا ہے۔ اس کتاب میں کئی کتابوں سے مستغنی کرنے والے اور بہت سے نئی کتابوں سے روشناس کرانے والے مقالات ہیں۔

مضامین کا تنوع اور اور مقالہ نگاروں کا اپنے شعبوں سے گہرا تعلق اس کتاب کی افادیت کو دوچند کرنے کے لیے کافی ہے (سوائے ایک مضمون کے جو کہ شمس نامی بندے کا ہے) تمام مضامین کا خلاصہ اور تعارف یہاں دینا ممکن نہیں البتہ ایک مضمون کا مختصر تعارف پیش خدمت ہے۔

محترم اسرار احمد مدنی صاحب کا ایک مضمون'' جمہوریت کے متعلق مذہبی شبہات کا جائزہ'' ص ۱۰۴ تا ۱۱۹ بہت اہم نکات پر مشتمل ہے۔ اس مختصر مگر جامع مضمون میں مدنی صاحب نے مذہبی لوگوں کے شبہات کا بہت علمی اور منطقی انداز میں جائزہ پیش کیا ہے۔ میں نے مسجد کے منبر سے عام مولانا سے لیکر یونیورسٹی کے اساتذہ تک کو بڑے شد ومد سے ان اعتراضات اور شبہات کو پیش کرتے دیکھا ہے۔ بادی النظر میں ایک مذہبی شخص بلکہ کسی عام آدمی کے لئے بھی یہ شبہات بہت متاثر کن دکھائی دیتے ہیں مگر مدنی صاحب نے ان شبہات کے جو جواب دیئے ہیں وہ اس قابل ہیں کہ ہر وہ شخص جو جمہوریت سے متعلق شبہات کا شکار ہے، اسے ضرور پڑھے۔ مثلاً اس میں مندرجہ ذیل مشہور ومعروف شبہات دیئے گئے ہیں۔

☆ جمہوریت میں جماعتی تکثیریت اسلام کے تصورامت کے خلاف ہے۔

☆ آئین میں اکثریت کی رائے پر تبدیلی کا مصداق۔

☆ شرعی احکام پر حکومتی عمل درآمد قانون سازی کا محتاج ہے۔

☆ قرآن کی رو سے اکثریت کی رائے پر فیصلہ گمراہی ہے۔

☆ جمہوریت میں اکثریت حق وباطل کا معیار ہے۔

☆ جمہوریت میں عالم وجاہل دونوں کا ووٹ برابر ہے۔

☆ علامہ اقبال جمہوریت کے مخالف ہیں۔

☆ جمہوریت میں بدعنوان لوگوں کے ووٹ پر اعتراض۔

ان میں سے ہر ایک شبہ یا اعتراض کے جواب پر اس سے اچھی تحریر کم از کم ہماری نظر سے نہیں گزری ہے۔ یہاں باقی عنوانات اور مقالہ نگار کے نام لکھنے پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ عنوانات اور صاحب مضمون کا اسم گرامی پڑھ کر آپ کو اس جریدہ کی اہمیت کا اندازہ ہو جائے گا۔

مضامین بمعہ صاحب مضمون ملاحظہ فرمائیں:

(۱) پیغام: پروفیسر قبلہ ایاز

(۲) پیش لفظ: محمد اسرار مدنی

(۳) جمہوریت اور فکری مباحث: مدیر اعلیٰ

## فکر ونظر

(۴) جمہوریت کا ارتقا اور مسلم سماج: ڈاکٹر توصیف احمد خان

(۵) ہم عصر مذہبی تحریکات کے تجزیاتی مطالعے میں مسائل: ڈاکٹر خالد مسعود

(۶) مسلم مذہبی فکر میں جمہوریت کے حوالے سے شکوک وشبہات: ڈاکٹر عمار خان ناصر

(۷) بیعت سے بیلٹ تک: ظفر اللہ خان

(۸) جمہوریت اور انسانی حقوق: بیرسٹر ظفر اللہ خان

سیاست کا شورائی اصول اور حاکمیت کا جدید تصور: بیرسٹر ظفر اللہ خان

(۹) حکومت کی تشکیل میں عوامی نمائندگی کا حق: مولانا زاہد الراشدی

(۱۰) جمہوریت کے متعلق مذہبی شبہات کا جائزہ: محمد اسرار مدنی

(۱۱) جمہوریت اور اسلامی حکومت کے خصائص: مولانا خالد سیف اللہ رحمانی

## عالم اسلام اور جمہوریت

(۱۲) عالم اسلام میں جمہوریت کے مختلف مظاہر اور ان کی اساسات: قبلہ ایاز

(۱۳) اسلامی پس منظر کی حامل جمہوری تحریکوں کا تعارف: ڈاکٹر حسن یوجال باشد یمر

(۱۴) سیاسی اسلام سے مسلم جمہوریت تک کا سفر: شیخ راشد الغنوشی

(۱۵) مسلم معاشرے اور جمہوریت کی تفہیم کا مسئلہ: خورشید ندیم

(۱۶) مابعد اسلامیتی فکر منہج اور جمہوریت کا عقدہ: ڈاکٹر حسن الامین

(۱۷) مسلم دنیا کے جمہوری ماڈل

(۱۸) جمہوریت کے کامیاب مسلم سیاسی ماڈل: خورشید ندیم

(۱۹) ملائشیا اور انڈونیشیا کے مذہبی ماڈل مختلف کیسے ہیں؟ شادی حامد

(۲۰) مذہب وسیاست کے مابین تعلق: ڈاکٹر ماجدہ علی صالح

(۲۱) النہضہ: بنیاد، عروج اور ڈگمگاہٹ: مصطفیٰ بکری

(۲۲) ایران کی مذہبی جمہوریت کیا ہے؟: حسن فحص

(۲۳) ترک اسلام اور جمہوریت: فرید ڈی بی ایل ٹابنگ

(۲۴) بہار عرب: یہ نہ تھی، عربوں کی قسمت: ڈاکٹر حسین احمد پراچہ

(۲۵) النہضہ ایک مثالی تبدیلی: محمد اسرار مدنی

(۲۶) طالبان کی آمد اور جمہوری سیاسی بندوبست کا سوال: شفیق منصور

## پاکستان اور جمہوریت

(۲۷) جمعیت علما اسلام: فدا الرحمٰن

(۲۸) پاکستان میں جاگیردارانہ جمہوریت: ڈاکٹر مبارک علی

(۲۹) پاکستان میں جمہوریت کا مستقبل: خورشید ندیم

(۳۰) جنوبی ایشیا میں سیاسی اسلام اور متبادل بیانیہ: شمس الدین حسن شگری

(۳۱) مسلم ممالک اور جمہوریت، پاکستان میں مباحث کا تناظر: فاروق اعظم

## زاویہ کتب

(۳۲) کتاب: ملائشیا اور انڈونیشیا میں ریاست، علماء اور اسلام کا باہمی ربط۔

(۳۳) کتاب: مذہب بطور آئینی اساس: ملائشیا میں اسلام اور لبرل حقوق

(۳۴) کتاب: شرعی قوانین کے تناظر میں سماج سازی: آچے کا تجزیہ۔

(۳۵) ورکشاپ بعنوان، مسلم دنیا میں جمہوری تبدیلیاں،، کی روداد

کتاب انٹرنیشنل ریسرچ کونسل برائے مذہبی امور اسلام آباد پاکستان نے شائع کی ہے اور کتاب بذریعہ ڈاک منگوانے کیلئے درج ذیل نمبرات پر رابطہ کیجئے:

051 2225650۔0311 0299995- 03159898998

---

سفرنامہ ترکی مولانا ڈاکٹر قاسم محمود
صدر مجلس علمائے کراچی و جامعہ اسلامیہ مخزن العلوم

# دیارِ خلافت کا سفر شوق

(قسط۶)

## قدرت خداوندی کے نظارے

جہاز کھلے سمندر میں داخل ہوا تو ہم سمندر کے دل خوش کن نظاروں سے لطف اندوز ہونے کے لئے جہاز کے عرشے پر آ گئے، یہاں ہمارے ساتھ ساتھ قائد وفاق المدارس حضرت مولانا محمد حنیف جالندھری مدظلہم، حضرت مولانا مفتی محمود الحسن مسعودی مدظلہم، مولانا شفیق احمد بستوی مدظلہم اور مولانا فضل سبحان مدظلہم بھی تشریف فرما تھے۔ حضرت مفتی محمود الحسن صاحب نے حسب معمول سمندری سفر کے ادعیہ مسنونہ اور اوراد و اذکار سے اس خوبصورت سفری مجلس کا آغاز کیا۔ حضرت قائد وفاق اور مولانا فضل سبحان صاحب نے بھی گفتگو میں حصہ لیا۔ اللہ تعالی کی قدرتوں کے مشاہدے کے ساتھ ساتھ اللہ تعالی کی کبریائی اور جلالت شان کا بیان ہوتا رہا۔ حضرت مفتی صاحب نے ذکر بھی کروایا جو اس کھلے سمندر اور کھلے آسمان تلے روحانیت اور انوارات کا ایک منفرد پر کیف تجربہ تھا۔ یہ اس قدر پر تاثیر اور حلاوت میں گھلی ہوئی تذکیر تھی کہ رقت طاری ہوگئی اور تصوف کی اصطلاح میں گویا قلب جاری ہوگیا۔ دل میں اللہ تعالیٰ کی شان اور قدرت وعظمت کی دھاک راسخ ہوگئی اور رواں رواں سے اللہ اللہ جاری ہوا۔ اس کے ساتھ ہی حضرت قائد وفاق اور مولانا فضل سبحان و دیگر حضرات کی پر کیف باتوں، حالات و واقعات اور حافظ عبد الباسط کی مترنم اور دل چھو لینے والی آواز میں حمد ونعت نے عجیب روحانی سرور پیدا کیا۔ ہم اسی طرح حمد نعت ذکر و اذکار تسبیح و مناجات اور پر لطف و شگفتہ باتوں اور سمندر کے پر کیف نظاروں اور اللہ تعالی کی قدرت کے مظاہر سے جی بھر کر لطف اندوز ہوتے ہوئے آگے بڑھتے رہے اور سمندر میں کافی دیر سفر کرنے کے بعد ہمارا جہاز منزل مقصود پرنس آئی لینڈ کے ساحل پر لنگر انداز ہوا۔

## ملکاؤں کی سرزمین پر

تمام ساتھی ایک ایک کر کے نہایت سکون سے جہاز سے اترے اور پھر پیدل ہی جزیرے میں آگے روانہ ہوئے، اللہ اللہ کیا ہی شاندار جزیرہ تھا، قدم قدم پر اللہ سبحانہ وتعالی کی بزرگی، قدرت اور جلالت کا احساس دل میں جاگزیں ہوتا رہا۔ کچھ دیر پیدل چلنے کے بعد رہبروں نے ہمیں روکا اور آگے کے پلان سے آگاہ کیا۔

## جزیرے کی سیر

ہمیں بتایا گیا کہ یہاں عام حالات میں لوگ گھوڑوں پر جزیرے کی سیر کرتے ہیں جو یہاں کرائے پر دستیاب ہوتے ہیں۔ لوگ کرایہ دے کر گھوڑا حاصل کرتے ہیں اور یہاں کی سیر کو نکل کھڑے ہوتے ہیں، یہ عام حالات کی روٹین و ترتیب ہے، تاہم آج کل کورونا کی صورتحال کے باعث یہ ترتیب بدل دی گئی ہے۔ اب گھوڑوں پر سیر پر یہاں کی انتظامیہ نے احتیاط کے پیش نظر پابندی لگا رکھی ہے اور جزیرے کی سیاحت سے لطف اندوز ہونے کے لئے متبادل انتظام کیا گیا ہے، اب گھوڑوں کے بجائے اس مقصد کے لئے خوبصورت ٹورسٹ الیکٹرانک گاڑیوں کا انتظام ہے، یہ نوسیٹر کھلی کشادہ اور آرام دہ گاڑیاں ہیں۔ گھڑسواری کا اپنا ہی مزہ ہے تاہم گھوڑوں پر سیر کی ترتیب برقرار رہتی تو ہم میں سے بہت سے حضرات شاید سیر سے محروم رہ جاتے، میں خود بھی اسی زمرے میں آسکتا تھا کہ گھڑسواری بغیر تجربے کے مہنگی پڑتی ہے۔ یہ ایک الگ مہارت ہے جسے حاصل کرنا پڑتا ہے اور سیکھنا پڑتا ہے، بدقسمتی سے ہم جدید طرز زندگی کے اس قدر عادی ہو گئے ہیں کہ اب پرانے دور کی بہت سی اچھی اور مفید چیزیں بھی ہماری زندگی سے نکل گئی ہیں، گھڑسواری انسان کی شان ہے اور یہ تفریح کے ساتھ صحت کیلئے بھی اچھی مشق ہے۔ مقدور ہو تو ہمیں آج بھی مناسب دیکھ بھال کے ساتھ گھڑسواری کرنی چاہئے، کم فاصلوں کیلئے موٹر سائیکل کے استعمال کی نسبت گھوڑوں کا استعمال ہر لحاظ سے بہتر اور فائدہ مند ہے۔

بہر کیف! خوبصورت ٹورسٹ الیکٹرانک گاڑیاں ہماری منتظر تھیں، جو مناسب کرایہ پر مل رہی تھیں، ہم نے ایک گاڑی کا انتخاب کیا اور نشستوں پر بیٹھ گئے تو ڈرائیور نے بھی اپنی نشست سنبھال لی، یہ دیکھ کر ہمیں کچھ حیرت اور کچھ تذبذب سا ہوا کہ گاڑی کی ڈرائیونگ سیٹ پر خاتون براجمان ہوگئی ہیں۔ پہلے تو ہم نے سوچا یہ کوئی انتظامی افسر ہیں، جو معمول کی چیکنگ کیلئے آئی ہوں گی

مگر جب دیکھا کہ وہ ماشاء اللہ گاڑی چلانے کیلئے تیار ہوگئی ہیں تو تب جا کر یقین ہوا کہ یہی ہماری کیپٹن ہیں اور ان کی رہنمائی میں ہی ہم جزیرہ گھومیں گے، ترکی میں عملی زندگی میں مرد وزن میں کوئی تفریق اور امتیاز نہیں، زندگی کے ہر ناگزیر موڑ پر مرد وخواتین تقریبا شانہ بشانہ نظر آتے ہیں، اس صورتحال کے نفع ومضرت کی بحث سے قطع نظر ہم نے بھی یہاں کچھ دیر کیلئے عورت کی رہنمائی کو ترکوں کی روایات کے احترام میں قبول کیا اور خاموشی سے مناظر کے نظاروں میں کھو گئے۔

مزید حیرت کی بات یہ تھی کہ ڈرائیور خاتون پڑھی لکھی ہونے کے باوجود اپنی زبان ترکش کے سوا کسی زبان سے آشنا نہیں تھی حالانکہ یہ ایک انٹرنیشنل ٹورسٹ اسپاٹ ہے۔ یہاں دنیا بھر سے سیاح سیر وتفریح کیلئے آتے ہیں۔ ہمارے یہاں جس طرح ہر شعبے میں ترقی کی معراج بس انگریزی کو ہی سمجھ لیا گیا ہے ایسا ہی سیاحت کے شعبے میں بھی ہے۔ سیاحتی مقامات کیلئے تو گویا انگریزی ہم نے انتہائی لازمی سمجھ لی ہے مگر اس کے باوجود ہم دور دور تک ترقی کا نام ونشان اور گرد وآثار دیکھنے سے بھی قاصر ومحروم ہیں، جبکہ ترکی سمیت آپ جس ترقی یافتہ ملک میں جائیں تو آپ وہاں خود کے ساتھ ساتھ انگریزی زبان کو بھی اجنبی ہی پائیں گے۔ حقیقت یہ ہے کہ کوئی بھی قوم اجنبی اور غیر ملکی زبان میں ترقی نہیں کرسکتی۔ ترکی کی مثال تو ہمارے سامنے ہی تھی۔ ہم اپنے دائیں بائیں ہر طرف ترقی کے محیر العقول نشانات دیکھ رہے تھے اور اس ترقی میں انگریزی کہیں دور دور تک ہمیں نظر نہیں آ رہی تھی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اور ہمارے کرتا دھرتاؤں کو بھی سمجھ اور فہم دے کہ وہ اس نقالی کی نفسیات سے نکل سکیں اور ترقی کی حقیقی بنیادیں تراش سکیں۔

سیاحت اور تفریح کی اپنی ہی ایک عالمگیر زبان ہوتی ہے، اس کیلئے کسی مخصوص زبان سے آگہی ضروری نہیں ہوتی، یہی چیز ترکوں نے سمجھ لی اور آج وہ کسی بدیسی زبان کو سیکھنے میں اپنی توانائی ضائع کرنے کے بجائے وہ اپنی ترقی پر توجہ دے رہے ہیں اور اس کا صلہ یوں پاتے ہیں کہ ہر سال ایک اندازے کے مطابق تقریبا ڈیڑھ کروڑ سیاح دنیا کے مختلف خطوں اور ملکوں سے ترکی کی سیاحت کیلئے آتے ہیں۔ اس سے اندازہ لگائیے کہ ان کی معیشت میں سیاحت کا کتنا اہم رول ہوگا اور ان کی معیشت کیوں مستحکم نہ ہوگی۔ خاتون ڈرائیور کے ساتھ جزیرے کے سیاحتی سفر میں بھی ہمیں کوئی مشکل پیش نہیں آئی۔ سکون سے ہم نے سیاحت کی، کیپٹن اہم پوائنٹس پر خود ہمیں روک دیتیں اور اشاروں کی زبان میں گویا بریفنگ دیتیں، باقی کا کام ماحول اور منظر خود مکمل کر لیتے۔

اس طرح ہم الیکٹرانک ٹورسٹ گاڑی میں پورا جزیرہ گھومے، اہم مقامات اور پکنک پوائنٹس پر رکے اور خوب تفریح کی۔ ماشاء اللہ جیسا کہ اس کا نام ہے، ویسا ہی یہ خوبصورت ہے۔ اگر یہ ملکاؤں کا جزیرہ ہے تو حقیقت یہ ہے کہ یہ جزیروں کی بھی ملکہ ہی ہے۔ ہر چیز، ہر تعمیر، ہر عمارت میں اعلیٰ درجے کی نفاست، صفائی اور سلیقہ جو ترکوں کا طرہ امتیاز ہے، وہ یہاں بھی قدم قدم پر دل و دماغ کو طراوت بخش رہا تھا۔ خاتون کیپٹن کی رہنمائی میں ہم نے کچھ دیر میں جزیرے کی سیر مکمل کر لی اور جہاں سے چلے تھے، پورے جزیرے کا ایک مختصر اور دائروی چکر لگانے کے بعد گاڑی وہیں آ کر رک گئی، جہاں سے ہم چلے تھے۔

**جزیرے سے واپسی**

الیکٹرانک گاڑی میں جزیرے کی سیر و تفریح مکمل کرنے کے بعد تمام رفقائے سفر ایک بار پھر وہیں اکٹھے ہوئے جہاں سے سب سیر کو نکلے تھے۔ سیر و تفریح اور مقامی لوگوں سے کچھ گفت و شنید اور حال احوال مکمل ہو چکا تھا۔ منتظمین جو قدم قدم پر ہمارا خیال رکھتے اور کسی بھی ضرورت کے وقت مدد اور تعاون کیلئے سائے کی طرح ساتھ ساتھ چلتے آ رہے تھے، نے ہمیں اگلے پلان سے آگاہ کیا۔

اب تمام ساتھی ایک بار پھر جیسے آئے تھے، واک کرتے ہوئے ساحل کی جانب روانہ ہوئے۔ جہاز تیار تھا، سب نے اللہ کا نام لیا اور جہاز پر سوار ہوگئے۔ یہ جہاز ماشاء اللہ پہلے والے جہاز سے بہت خوب صورت، باسہولت اور آرام دہ تھا۔ ایک بار پھر حضرت قائد وفاق مولانا محمد حنیف جالندھری مدظلہم، حضرت اقدس مولانا مفتی محمود الحسن مسعودی صاحب، مولانا شفیق احمد بستوی صاحب و دیگر حضرات نے محفل سجا لی اور ہم ہمہ تن گوش دلنشین اور شگفتہ گفتگو سے لطف اندوز اور حسب موقع شریک گفتگو ہوتے رہے۔ محفل کا آغاز ایک بار پھر حضرت پیر صاحب کی ادعیہ و اوراد سے ہوا اور حضرت کے ساتھ ساتھ دیگر حضرات مفید تبادلہ خیال کرتے رہے۔ دینی مدارس، ان کی تاریخ، ترکی کا ماضی و حال، دور خلافت، مختلف خلفا و سلاطین اسلام، عقیدہ، فلسفہ، شریعت، اسلاف و اکابر علماء کے واقعات اور وطن عزیز کے حالات و استحکام سمیت کوئی موضوع ایسا نہیں، جس پر تمام حضرات نے معلومات افزا اور دل موہ لینے والی گفتگو فرما کر سفر کا لطف دوبالا بلکہ سہ بالا نہ کیا ہو، ہم ایک طرف اس مشک بو محفل سے محظوظ ہو رہے تھے اور ساتھ ہی آبنائے باسفورس کے نیلگوں اور شفاف پانی اور اس کی تازہ و فرحت بخش ہواں سے بھی لطف اندوز ہوتے جاتے تھے۔ یہ ایک ٹکٹ پر کئی مزے کرنے کی دلنواز کیفیت تھی، جس نے تمام ساتھیوں کے جسم و جاں میں تازگی اور طراوت

اتار دی تھی۔ حضرات اہل علم وطریقت کی بزم ہو اور رب بے نیاز کی شان، کبریائی اور عظمت کا بیان نہ ہو، کیسے ممکن ہے؟ مجلس میں اللہ تعالی کی بڑائی کے بیان کے ساتھ جم کر مجلس ذکر بھی ہوئی، کھلے سمندر میں جس کا اپنا ہی مزہ اور اثر تھا۔ ان خوبصورت دینی اعمال وتذکیر نے گویا ہمارے اس سفر کو محض جسمانی و ذہنی تفریح کا ذریعہ ہی نہیں بنایا بلکہ روحانی و دینی طور پر بھی تقویت وطمانیت بخش کر مقصدیت کے ذائقے سے بھی آشنا کر دیا فلله الحمد۔

جہاز باسفورس کا سینہ چیرتے ہوئے پورٹ کی طرف ہوا کے دوش رواں تھا۔ یوں محسوس ہو رہا تھا کہ جہاز پانی کے بجائے موجوں پر بہتا چلا جا رہا ہے، ساحل کے نشانات نمایاں ہونے لگے تو ہم عرشے کے ایک کونے پر آ کر باسفورس کے آبی حسن اور قدرت خداوندی کے عظیم ترین مظاہر کا مشاہدہ کرنے کھڑے ہوئے۔ بڑے بڑے دیوہیکل جہاز کھلے پانیوں میں بہے جا رہے تھے، قرآن کی وہ آیات زبان پر یکایک جاری ہوگئیں جن میں حق تعالیٰ شانہ نے بڑی بڑی کشتیوں اور بحری جہازوں کے سمندر پر چلنے کا ذکر فرمایا ہے، یہ سوچ کر دل عظمت وجلالت قدرت خداوندی کے سامنے جھکتا چلا گیا کہ اللہ کی شان ہے کہ یہ ٹنوں وزنی جہاز کیسے سمندر پر سبک خرامی سے چل رہے ہیں جیسے خشکی پر انسان سہولت اور آرام سے چلتا ہے، اللہ تعالیٰ چاہے تو پانی کو حکم دے تو وہ کسی کشتی اور جہاز کو بھی اپنی پیٹھ پر یوں چلنے نہ دے۔ جیسے ایک سوئی بھی پانی میں گرتی ہے تو ڈوب جاتی ہے، ہم یونہی دیر تک اللہ تعالیٰ کی قدرت اور عظمت و ہیبت پر غور وفکر اور اس کے خوف وخشیت کا نقش دل و دماغ پر بٹھاتے رہے اور ساتھ ہی مناظر کے حسن و دلربائی کا خمار بھی نظروں کے راستے مشام جاں میں بھرتے رہے، ہم نیلگوں سمندر کی پیٹھ پر کھڑے اسی غور و مشاہدے کے بحر بے کنار میں مستغرق تھے کہ جہاز پورٹ کی حدود میں داخل ہوتے ہی پرسکون ہوگئی، جیسے کشتی نے پتوار ڈال دی ہو، کچھ ہی دیر میں جہاز اپنے مقام پر برتھ ہوگیا اور تمام ساتھی اللہ کا نام لے کر جہاز سے باہر آ گئے۔

## پہاڑی سیاحتی پوائنٹ کی طرف

جہاز سے اترنے کے بعد تمام ساتھی ایک طرف چلتے ہوئے وہاں آ گئے جہاں ہماری بسیں کھڑی تھیں، سہ پہر کا اخر ہو چلا تھا، تمام حضرات جزیرے اور آبنائے باسفورس کی سیر سے تر وتازہ دکھائی دے رہے تھے، منتظمین نے ہمیں آگے کا پلان بتایا اور کہا کہ اب ہم قریب میں واقع ایک پہاڑی ٹورسٹ اسپاٹ جائیں گے، ساتھیوں نے اللہ کا نام لیا اور اپنی اپنی بسوں پر سوار ہو گئے۔ (جاری ہے)

مولانا محمد زبیر *

# ماہنامہ ''الحق'' کی خصوصی اشاعت
# بیاد مولانا سمیع الحق شہیدؒ

اردو میں مجلّاتی صحافت کی روایت عظیم بھی ہے اور شاندار بھی بلکہ اگر ہم اردو صحافت کے ابتدائی زمانے کا جائزہ لیں تو معلوم ہوگا کہ روز ناموں کے مقابلے میں ہفتہ وار، پندرہ روزہ اور ماہنامہ جرائد و رسائل نے اپنی اہمیت کہیں زیادہ منوائی ہے۔ چنانچہ مولانا ابوالکلام آزادؒ کے ''الہلال''، مولانا محمد علی جوہر کے ''کامریڈ'' اور شورش کاشمیری کے ''چٹان'' نے مذہب، سیاست، ادب اور صحافت کے میدانوں میں جو گرانقدر خدمات سرانجام دی ہیں، ایک زمانہ ان سے واقف اور ان کا معترف ہے۔ دارالعلوم دیوبند نے ماہنامہ ''القاسم''، ''الرشید'' اور پھر دارالعلوم جاری کر کے دینی اداروں کے ترجمان رسائل کی رِیت ڈالی، چنانچہ دارالعلوم دیوبند کا فیض جب پاکستان میں مختلف دینی جامعات کی صورت میں پھیلا تو اکثر بڑے مدارس نے ماہانہ بنیاد پر دینی مجلّات جاری کیے، جس کے ذریعے مختلف دینی موضوعات پر اہلِ علم کے رشحاتِ قلم عوام الناس تک پہنچنے لگے۔

ان مجلّات ورسائل میں جامعہ دارالعلوم کراچی کے ترجمان ماہنامہ ''البلاغ''، جامعہ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاون کراچی کے ترجمان ماہنامہ ''بینات''، جامعہ خیرالمدارس ملتان کے ترجمان ماہنامہ ''الخیر''، جامعہ فاروقیہ کراچی کے ترجمان ماہنامہ ''الفاروق'' اور جامعہ حقانیہ اکوڑہ خٹک کے ترجمان ماہنامہ ''الحق'' خصوصیت کے ساتھ قابلِ ذکر ہیں۔

زرد صحافت کے اس دور میں یہ رسائل بادِ بہادری کا ایک جھونکا ہیں جو جھوٹی رپورٹنگ اور بلیک میلنگ جیسی مروجہ صحافی بددیانتیوں اور ناجائز کاروباری اشتہارات، متانت سے عاری مقالات اور جاندار کی تصاویر جیسی آلودگیوں سے اپنا دامن محفوظ رکھتے ہوئے علم وفن، ادب وتہذیب، دعوتِ دین، اشاعتِ اسلام، تعاقبِ فِرقِ باطلہ اور استیصالِ افکارِ زائغہ کے محاذوں پر جہاد بالقلم کا فریضہ

---

* معاون نائب مدیر ماہنامہ ''الخیر'' ملتان

بحسن وخوبی سرانجام دے رہے ہیں۔ ویسے تو ہر ماہ ان رسائل میں علمی، ادبی، تحقیقی، تاریخی، اصلاحی اور دعوتی مضامین شائع ہوتے ہیں جو اپنے قارئین کی فکری رہنمائی، دینی آ گاہی اور سلف صالحین کے منہج کے مطابق درست شرعی خطوط پر ان کی تربیت کرتے ہیں لیکن بعض اہم مواقع پر ان رسائل کے جو خصوصی نمبرات شائع ہوتے ہیں وہ ہماری علمی، ادبی اور دینی صحافت کا ایک روشن اور قابلِ فخر باب ہیں چنانچہ ماہنامہ ''البلاغ'' کراچی کے مفتی اعظم نمبر، عارفی نمبر، مولانا سحبان محمود نمبر اور مولانا عاشق الٰہی نمبر، ماہنامہ ''بینات'' کراچی کے مولانا یوسف بنوری نمبر، مولانا یوسف لدھیانوی شہید نمبر، مولانا ڈاکٹر حبیب اللہ مختار شہید نمبر، مفتی جمیل خان شہید نمبر، مفتی احمد الرحمٰن نمبر، مفتی نظام الدین شامزئی شہید نمبر، مولانا سعید احمد جلالپوری شہید نمبر، مولانا عطا الرحمٰن شہید نمبر اور مفتی عبدالمجید دین پوری شہید نمبر، ماہنامہ ''الخیر'' ملتان کے مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی نمبر، مفتی عبدالستار نمبر، شیخ الحدیث مولانا محمد صدیق نمبر، ماہنامہ ''الفاروق'' کراچی کے جہاد افغانستان نمبر، سیرت نمبر اور جامعہ فاروقیہ نمبر اور ماہنامہ ''الحق'' اکوڑہ خٹک کے شیخ الحدیث نمبر، اکیسویں صدی کے چیلنجز اور عالم اسلام نمبر، حضرت علی میاں نمبر، دارالعلوم حقانیہ کے پچاس برس نمبر، مشاہیر (مکتوبات) نمبر، پاکستان کے پچاس سال نمبر، تحریک طالبان نمبر، مولانا حافظ ابراہیم فانی نمبر اور مولانا ڈاکٹر سید شیر علی شاہ نمبر شائع ہوکر اہلِ علم وفضل سے خراجِ تحسین حاصل کر چکے ہیں جبکہ ماہنامہ ''الحق'' کی حال ہی میں شائع ہونے والی خصوصی اشاعت بیادِ شیخ الحدیث حضرت مولانا سمیع الحق شہید تو ایک ایسا کارنامہ ہے جس پر کارپردازنِ الحق بجا طور پر فخر کر سکتے ہیں۔

چار جلدوں، پندرہ ابواب اور بائیس سو سے متجاوز صفحات پر مشتمل یہ عظیم وجلیل اور ضخیم وجسیم نمبر نہ صرف یہ کہ حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ کی حیاتِ طیبہ کے تمام گوشوں کو محیط ہے بلکہ اس کے ساتھ ساتھ یہ عالم اسلام کی عظیم دینی درسگاہ جامعہ حقانیہ اکوڑہ خٹک کے زریں احوال، اس خطے کی گزشتہ نصف صدی کی سیاست، غلبہ اسلام کی جدوجہد، قادیانیت کے خلاف قانونی جنگ، حق و باطل کی معرکہ آرائی، مغربی تہذیب کی حشر بدامانیوں وفتنہ سامانیوں کے مقابلے میں علمائے کرام کی مساعی، دینی علوم کی نشر واشاعت، مدارس دینیہ کے تحفظ، قومی وحدت، ملی یگانگت، بین المسالک اتحاد ویکجہتی، طاغوتی طاقتوں کی جارحیت کے خلاف افغانستان اور پاکستان کے کامیاب دفاع، الحاد و زندقہ کے سیلاب بلاخیز کے سد باب اور فکری ارتداد و دین بیزاری کے فتنوں کی سرکوبی کیلئے علمائے اسلام کی انتھک کاوشوں، لازوال قربانیوں اور پیہم کوششوں کی ایک تاریخی دستاویز بھی ہے۔

اس خصوصی اشاعت کے مشمولات و مندرجات پر نظر ڈالنے سے قارئین اندازہ لگا سکتے ہیں سطور بالا میں جو کچھ مسطور ہے وہ محض مبالغہ آرائی پر مشتمل دعویٰ نہیں بلکہ ایک حقیقت ہے۔اس خاص نمبر کے آغاز میں ماہنامہ ''الحق'' کے مدیرِ اعلیٰ حضرت مولانا راشد الحق سمیع مدظلہ کا نقشِ آغاز ہے، اس کے بعد ادیبِ شہیر حضرت مولانا عبدالقیوم حقانی زید مجدہم کے خامہ ادب رقم سے پیش لفظ رقم ہوا ہے۔

بعد ازاں مولانا انوار الحق حقانی مدظلہ کے قلبی تاثرات اور مولانا حامد الحق حقانی مدظلہ کی جانب سے اظہار تشکر مندرج ہے۔ جلد اول چار ابواب پر مشتمل ہے، پہلا باب نقوشِ حیات کے عنوان سے معنون ہے جس میں پانچ مضامین ہیں۔ دوسرا باب سیرت و کردار، اوصاف وکمالات سے عنوان سے قائم کیا گیا ہے جو کہ اڑتیس مضامین پر مشتمل ہے۔ تیسرے باب کا عنوان، علمی جامعیت، فضل وکمال اور تقدس وعظمت ہے جس میں تیس مضامین مندرج ہیں اور چوتھے باب کا عنوان اہلِ قلم وار بابِ صحافت کی نظر میں ہے جس میں درج مضامین کی تعداد ۵۹ ہے۔جلد دوم میں تین ابواب ہیں۔ پہلے باب کا عنوان اہلِ علم و دانش کی نظر میں ہے جس میں ۵۱ر مضامین ہیں۔ دوسرا باب قومی، ملی، سماجی، سیاسی و پارلیمانی خدمات کے عنوان سے معنون ہے جس میں ۲۷ ر مضامین شامل ہیں اور تیسرا باب سفرِ آخرت کے عنوان سے ہے اس میں بھی ۲۷ر مضامین ہیں۔جلد سوم کے ابواب کی تعداد تین ہے، پہلا باب جہادِ افغانستان، تحریکِ طالبان اور حضرت شہیدؒ کا مجاہدانہ کردار کے عنوان سے قائم کیا گیا ہے جس میں ۴۷ر مضامین ہیں۔ دوسرے باب کا عنوان تصنیفی، تالیفی اور ادبی خدمات ہے اس میں مندرج مضامین کی تعداد ۳۷ ہے اور تیسرا باب ملاقاتیں، مشاہدات اور تاثرات کے عنوان سے معنون ہے جس میں ۲۸ر مضامین شامل ہیں۔جلد چہارم پانچ ابواب پر مشتمل ہے۔ پہلے باب میں زعمائے ملت کے تاثرات، مکتوبات، خطبات اور پیغامات مذکور ہیں جن کی تعداد ۲۰۰ر سے متجاوز ہے۔ دوسرے باب کا عنوان خانوادہ حقانی کی نظر میں ہے جس میں خانوادہ حقانی کے ۲۲ر افراد کے تاثرات مندرج ہیں۔ تیسرے باب میں مولانا شہیدؒ کے نام مشہور ادبا، شعرا اور دانش وروں کے ۹ر خطوط، حکمرانوں، جرنیلوں اور سیاسی زعما کے مولانا شہیدؒ کو لکھے گئے، ۲۵ر خطوط، مجاہدینِ اسلام کے مولانا شہیدؒ کے نام لکھے گئے ۷ر خطوط اور مختلف رفقا و مشاہیر کے مولانا شہیدؒ کے نام ۱۶ر خطوط شامل ہیں اور آخر میں ماہنامہ ''الحق'' میں شائع شدہ مولانا شہیدؒ کی تحریرات و مضامین کا جامع اشاریہ بھی مذکور ہے۔ چوتھے باب میں عربی مضامین و تاثرات مذکور ہیں جن کی تعداد ۲۷ر ہے اور پانچواں باب منظوم تاثرات پر مشتمل ہے جن کی تعداد ۲۲ر ہے۔

اس خصوصی اشاعت کے مرتبین مولانا شہید کے فرزندِ ارجمند مولانا راشد الحق سمیع زید مجدہم مدیر ''الحق'' اور مولانا شہیدؒ کے معتمدِ خاص اور دینی ادبیات کے جلیل القدر ادیب مولانا عبدالقیوم حقانی زید مجدہم مدیر ''القاسم'' جامعہ ابوہریرہ ہیں۔ اول الذکر نے مولانا شہیدؒ کے ساتھ اپنی صلبی ونسبی قرابت اور ثانی الذکر نے اپنی علمی وروحانی نسبت کا حق ادا کرتے ہوئے انتہائی قلیل مدت میں یہ ہفت خواں طے کیا ہے کہ مولانا شہیدؒ کے متعلق تقریبا تمام مطبوعہ وغیر مطبوعہ مواد یکجا کر دیا ہے جس پر یہ حضرات مع اپنے رفقائے کرام کے پوری ملتِ پاکستان کی طرف سے مبارکباد اور شکریے کے مستحق ہیں۔

امر واقعہ یہ ہے کہ استاذ اور تلمیذ کا وہ باہمی تعلق ورشتہ جو ہمارے دینی مدارس کا طغرائے امتیاز ہے اس میں رفتہ رفتہ کمزوری آتی جارہی ہے اور آہستہ آہستہ یہ تعلق، رابطے کی بجائے محض ضابطے تک محدود ہوتا جارہا ہے، ایسے حالات میں جب کسی تلمیذ کی طرف سے اپنے استاذ کیلئے محبت و عقیدت کے ایسے مظاہر ومناظر سامنے آتے ہیں جن کا مظاہرہ خانوادہ حقانی کے تلامذہ نے کیا ہے تو دل تشکر وامتنان کے جذبات سے لبریز ہوجاتا ہے، یاس وقنوط کے بادل چھٹ جاتے ہیں اور اس امید کے دِیے روشن ہوجاتے ہیں کہ ہمارے دینی مدارسی کا ماحول آج بھی اپنے دامن میں ایسے افراد رکھتا ہے جو اپنی تمام ذاتی مصروفیات کو بالائے طاق رکھتے ہوئے حقِ تلمذ ادا کرنے کا حوصلہ رکھتے ہیں۔فلله الحمد وله الشكر!

دینی مجلّات ورسائل کی تاریخ کے اس ضخیم ترین خصوصی نمبر کے مشمولات پر ہم گزشتہ سطور میں بقدرِ ضرورت روشنی ڈال چکے ہیں۔ ناسپاسی وحق ناشناسی ہوگی اگر ہم اس کے ناشر ادارے ''موتمر المصنفین'' جامعہ حقانیہ اکوڑہ خٹک پاکستان کے اس حسنِ ذوق کا تذکرہ نہ کریں جس کا ثبوت اس وقیع ادارے نے اس خصوصی اشاعت کی طباعت میں دیا ہے۔ طباعتی اخراجات کی گرانی کے اس دور میں کاغذ، طباعت اور جلد بندی نہایت عمدہ، دیدہ زیب اور جاذبِ قلب ونظر بنانے کی کامیاب کوشش کی گئی ہے اور چاروں مجلدات کو یکجا رکھنے کیلئے ایک خوبصورت ڈبا نما کتاب دان تیار کیا گیا ہے جو دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے، اس سہ طرفی ڈبے کے سامنے والے حصے پر خصوصی اشاعت کا سرنامہ بنایا گیا ہے، جبکہ جانبین پر ہر جلد کے اہم مضامین کے اہم ترین اقتباسات مندرج ہیں۔(بشکریہ ماہنامہ ''الخیر'' ملتان)

مفتی محمد وہاب منگلوری حقانی
استاذ الحدیث دار العلوم الاسلامیہ سوات

# قطعہ تاریخ طبع

## ماہنامہ ''الحق'' کے ''شیخ الحدیث مولانا سمیع الحق نمبر'' پر منظوم تاثرات

راشدِ حق! اللہ اللہ مرحبا
اتنا اونچا مرتبہ تجھ کوملا
اک خزانہ ہے نئے انداز کا
حالِ شیخ طالباں تو نے دیکھا
نام اس کا ہے بھلی نمبر عظیم
نہضت ایام کا ہے رہنما
حمداً للہ جلد جو وہ چھپ گئی
ہم پہ واجب شکر ہے بے انتہا
جھوم اٹھے واہ! فرزندان حق
ذکر یوں شیخ معظم کا ہوا
ہرطرف ہے بھینی بھینی سی مہک
مؤتمر کے پھول ''الحق'' میں کھِلا
بکھرے موتی سے بنا ہے ہار آج
ہر صفحہ پہ موتیوں کو چن دیا
کیوں ہے فکر طبع کی تاریخ کی
آرہی ہے غیب سے جب یہ ندا
رکھ دو نچلا تذکرے سب اِک طرف

۲۰۲۱ء

باغِ پُر گل اہل حق اب چھپ گیا

۱۴۴۳ھ

صاحبزادہ عبدالحق ثانی

# دارالعلوم کے شب و روز

## جامعہ کے ششماہی امتحانات کے نتائج

دارالعلوم حقانیہ کے ششماہی امتحانات کے نتائج کا اعلان کیا گیا اور کامیاب طلباء کی پذیرائی کی گئی۔

## حضرت مہتمم صاحب کی مصروفیات

۴ر جنوری کو وفاق المدارس کے زیر اہتمام اہم اجلاس میں شرکت کے لئے کراچی تشریف لے گئے اور دوسرے دن ۵ جنوری کو اس اہم اجلاس منعقدہ جامعہ دارالعلوم کراچی میں شرکت کی۔ بعد میں حضرت مہتمم صاحب مدظلہ نے جامعہ دارالعلوم کراچی میں وفاق المدارس سندھ کے زیر اہتمام تقسیم انعامات کنونشن سے خطاب بھی فرمایا، تقریب سے شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی تقی عثمانی صاحب مدظلہ (صدر وفاق المدارس) نے بھی خطاب فرمایا۔ اجلاس کے بعد صدر وفاق المدارس العربیہ حضرت مولانا مفتی تقی عثمانی صاحب مدظلہ سے وفاق المدارس کے اہم امور پر مشاورت اور خصوصی ملاقات کی۔

## مدینہ مسجد طارق روڈ سے مہتمم صاحب کی اظہار یکجہتی

حضرت مہتمم صاحب مدظلہ مدینہ مسجد طارق روڈ کراچی تشریف لے گئے، وہاں پر موجود مسجد کی کمیٹی اور مسجد کی دفاع کرنے والی علماء کرام کی جماعت سے اظہار یکجہتی فرمائی اور ہر قسم کا ساتھ دینے اور تعاون کی یقین دہانی کرائی۔

۷ر جنوری کو مولانا احمد الرحمٰن قدس سرہ (سابق مہتمم جامعہ اسلامیہ بنوریہ کراچی) کے صاحبزادے مولانا پیر عزیز الرحمٰن رحمانی کی عیادت کے لئے ان کی رہائش گاہ تشریف لے گئے جو گزشتہ ماہ ایکسیڈنٹ میں زخمی ہوئے تھے۔ اسی طرح مسؤل وفاق المدارس العربیہ تحفیظ القرآن کی دعوت پر ''ادارہ معارف القرآن'' تشریف لے گئے۔

۱۰ر جنوری کو حضرت مہتمم صاحب مدظلہ نے جامعہ اسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی کے فضلاء کرام کو سند حدیث کی اجازت سے نوازا۔

۱۱رجنوری: جامعہ کے متخصصین اور مفتیان کرام کے ساتھ تخصص فی الفقہ کے مقالہ جات کے بارے میں مولانا راشد الحق سمیع صاحب کے ہمراہ تفصیلی میٹنگ ہوئی جس میں ان کے مقالات اور مجوزہ خاکوں کا جائزہ لیا گیا۔میٹنگ میں حضرت مفتی ذاکر حسن نعمانی، مفتی غلام قادر، مولانا مفتی مختار اللہ صاحبان شریک تھے۔

۱۶رجنوری کو شیخ القرآن حضرت مولانا غلام اللہ خان مرحوم کے پوتے ولی اللہ کی شادی میں شرکت کے لئے راولپنڈی تشریف لے گئے۔

## حضرت نائب مہتمم صاحب کی مصروفیات

۵رجنوری کو والد محترم حضرت مولانا حامد الحق حقانی مدظلہ جامعہ کے دیگر اساتذہ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد ادریس صاحب مدظلہ ،مولانا سید محمد یوسف شاہ صاحب، مفتی شیر عالم صاحب، مولانا حزب اللہ جان صاحب کے ہمراہ یک روزہ دورہ پر درہ آدم خیل تشریف لے گئے جہاں علاقہ کے عمائدین اور جامعہ کے فضلائے کرام کی جانب سے منعقدہ استقبالیہ تقریب میں شرکت کی۔

۶رجنوری کو جمعیت علمائے اسلام کی مرکزی مجلس عاملہ کے اہم اجلاس میں شرکت کے لئے اسلام آباد تشریف لے گئے۔

۸رجنوری کو حضرت والد صاحب مدظلہ سے سینیٹ آف پاکستان میں حکمران جماعت کے چیف ویپ سینیٹر فداء محمد خان نے اکوڑہ خٹک میں ملاقات کی۔

۱۰رجنوری کو جنرل ضیاء الحق شہیدؒ کے صاحبزادے،ممتاز سیاستدان جناب اعجاز الحق صاحب جامعہ حقانیہ تشریف لائے،والد محترم سے تفصیلی ملاقات کی اور ملکی و بین الاقوامی امور پر تبادلہ خیال کیا۔ جناب اعجاز الحق صاحب نے جامعہ کا دورہ کیا اور حضرت مہتمم صاحب مدظلہ سے بھی ملاقات کی۔عم مکرم مولانا راشد الحق سمیع اور مولانا سید یوسف شاہ صاحب بھی اس موقع پر موجود تھے۔

۱۶جنوری کو شیخ القرآن حضرت مولانا غلام اللہ خانؒ کے پوتے اور حضرت مولانا اشرف علی صاحب کے صاحبزادے کی دعوت ولیمہ میں شرکت کے لئے راولپنڈی تشریف لے گئے۔

۱۷جنوری کو چیئرمین سینٹ جناب صادق سنجرانی صاحب کے نوجوان بھائی کے انتقال پر اسلام آباد میں واقع اُن کی رہائش گاہ پر ان سے تعزیت کی۔

۱۷رجنوری: جمعیت علماء اسلام پاکستان کے زیر اہتمام ''امارتِ اسلامیہ اور افغانستان کے

عوام کے ساتھ یکجہتی اور درپیش مسائل کو حل کرنے کیلئے کل جماعتی قومی کانفرنس کا اسلام آباد میں انعقاد کیا گیا جس کی صدارت والدمحترم حضرت مولانا حامد الحق حقانی صاحب مدظلہ نے کی، کانفرنس میں علماء کرام، مشائخ عظام، زعمائے ملت، قومی قائدین اور دینی، سیاسی جماعتوں کے سربراہان نے شرکت کی اور امارت اسلامیہ اورافغانستان کے عوام کے ساتھ یکجہتی اور درپیش مسائل کو حل کرنے کے لئے لائحہ عمل مرتب کرنے کے عنوان پر تبادلہ خیال کیا اور اپنی تجاویز بھی پیش کیں۔ کانفرنس کے انعقاد اور متفقہ اعلامیہ کو ملک بھر کے علاوہ افغانستان سمیت عالمی سطح پر بھی کافی پذیرائی ملی۔ کانفرنس میں سپیکر قومی اسمبلی محمد اسد قیصر، چیئرمین اسلامی نظریاتی کونسل قبلہ ایاز، مرکزی جمعیت اہل حدیث کے پروفیسر ساجد میر، جماعت اسلامی کے لیاقت بلوچ، پاکستان مسلم لیگ (ض) محمد اعجاز الحق، تحریک نوجوانان کے محمد عبداللہ گل، جمعیت علماء اسلام (ف) کے سینیٹر طلحہ محمود، مسلم کانفرنس کے سربراہ سردار عتیق احمد خان، معروف صحافی حامد میر، سلیم صافی، پاکستان علماء کونسل کے حافظ طاہر محمود اشرفی، انصار الامہ کے مولانا فضل الرحمٰن خلیل، انٹرنیشنل ختم نبوت کے مولانا محمد الیاس چنیوٹی، ملی مسلم لیگ کے مولانا محمد امیر حمزہ، افغان مہاجرین کے مولانا محمد سعید ہاشمی، مولانا اسعد اللہ حقانی، اہل سنت والجماعت کے مولانا عطاء محمد دیشانی، جمعیت علماء پاکستان کے قاری زوار بہادر، جمعیت علماء اسلام (ق) کے مولانا احمد علی ثانی، مولانا سید چراغ الدین شاہ، شریعت کونسل کے عبدالرؤف محمدی، وفاق المدارس کے عبدالقدوس محمدی، عبدالشکور نقشبندی، اشاعت التوحید کے مولانا اشرف علی، مجلس احرار کے عبداللطیف چیمہ، انجمن تاجران کے اجمل بلوچ، تحریک غلبہ اسلام کے مولانا قاری منصور احمد، پاکستان تحریک مجاہدین کے مولانا محمد امین ربانی جمعیت علمائے اسلام کے مولانا عبدالرؤف فاروقی، مولانا سید محمد یوسف شاہ، مولانا عبدالخالق، مولانا عبدالواحد، مولانا عبدالقدوس نقشبندی، مولانا محمد ایوب خان، مولانا محمد اسعد درخواستی، مولانا قاری حسنات، مولانا عبدالحئی، مولانا راشد الحق سمیع، عبدالقیوم میرزئی، مفتی عبدالواحد بازئی، سردار نسیم، شفیق دولتزئی، مولانا عرفان الحق، مولانا اسامہ سمیع، مولانا خزیمہ سمیع، صاحبزادہ عبدالحق ثانی وغیرہ نے شرکت کی۔

## مدرسہ ہاجرہ للبنات کی طالبات کی جانب سے جامعہ کے اساتذہ کیلئے پروقار دعوت کا اہتمام

جامعہ دارالعلوم حقانیہ کے شعبہ بنات مدرسہ ''ہاجرہ للبنات'' کی دورہ حدیث کی طالبات کی جانب سے جامعہ کے اساتذہ وشیوخ کیلئے ایک پروقار دعوت کا اہتمام مولانا ہلال احمد حقانی کے ذریعے سے کیا گیا جس میں حضرت مہتمم صاحب مدظلہ، حضرت نائب مہتمم صاحب مدظلہ کے علاوہ جامعہ کے شیوخ واساتذہ نے شرکت کی اور طالبات کے لئے خصوصی دعائیں بھی فرمائیں۔ امسال

ان شاء اللہ ۱۷ رفروری کو جامعہ کے شعبہ بنات کا پہلا بیچ (سولہ طالبات) اپنا علمی سفر مکمل کرتے ہوئے فارغ التحصیل ہوجائے گا۔

## وفیات

۱۶؍جنوری ۲۰۲۲ کو دارالعلوم حقانیہ کے شوریٰ کے رکن جناب الحاج محمد ایوب صاحب (والد ماجد الحاج مالک احمد رکن شوریٰ) وفات پا گئے، حضرت مہتمم صاحب اور دوسرے اساتذہ کے ہمراہ ان کے جنازہ میں شرکت کے لئے گڑھی کپورہ مردان تشریف لے گئے، حضرت مہتمم صاحب نے مرحوم کا جنازہ پڑھایا۔ بعد میں حضرت نائب مہتمم صاحب مدظلہ اور دیگر اساتذہ جامعہ نے بھی تعزیت کی۔ وفات سے ایک روز قبل مرحوم دارالعلوم حقانیہ تشریف لائے اور حضرت مہتمم صاحب مدظلہ مولانا انوار الحق دامت برکاتہم کی مجلس میں دیر تک اپنے فرزند الحاج مالک احمد کے ساتھ بیٹھے رہے، آپؒ حضرت مہتمم صاحب کے قریبی دوست تھے، شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ اور دادا جان حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ سے ان کا عقیدت بھرا تعلق کسی سے ڈھکا چھپا نہ تھا، علم اور علمائے کرام کی محبت انہیں اپنے والد حاجی صاحب امازو گڑھی سے ورثہ میں ملی تھی تبلیغی جماعت سے وابستگی آخر تک نبھاتے رہے یہ سب کچھ ان شا اللہ موصوف کے لئے زادِ آخرت و برزخ ہوں گے، جنازہ سے قبل حضرت مہتمم صاحب نے تعزیتی خطاب بھی فرمایا۔

دارالعلوم کے مدرس مولانا قاری حمایت الحق کے بڑے بھائی مولانا عبدالحق مرحوم (فاضل حقانیہ) اچانک حرکت قلب بند ہو جانے سے وفات پا گئے، انا للہ وانا الیہ راجعون۔ حضرت مہتمم صاحب، حضرت نائب مہتمم صاحب اور جامعہ کے دیگر اساتذہ ان کے گاؤں مصری بانڈہ تشریف لے گئے اور جنازہ میں شرکت کی، مرحوم علاقہ بھر کے معروف اور صالح شخصیت تھے اپنے والد حضرت مولانا عبدالصمد کے قائم کردہ خوشخطی کے ادارہ کو بخوبی چلا رہے تھے حضرت مہتمم صاحب اور عمائدین نے جنازہ سے قبل مولانا قاری حمایت الحق صاحب کو ان کا جانشین مقرر کیا۔

جامعہ تحسین القرآن نوشہرہ کے مدرس مولانا قاری ضیاء الرحمٰن حقانی حرکت قلب بند ہوجانے سے اچانک انتقال فرما گئے، انا للہ وانا الیہ راجعون، دارالعلوم کے اساتذہ جنازہ کیلئے حضرت مہتمم صاحب کے ہمراہ جہانگیرہ تشریف لے گئے حضرت مہتمم صاحب نے جنازہ پڑھایا۔ نائب مہتمم صاحب مدظلہ کے علاوہ جامعہ کے دیگر اساتذہ نے بھی تعزیت کی۔

مبصر مولانا محمد اسلام حقانی
نائب مدیر ماہنامہ ''الحق''

# تعارف وتبصرہ کتب

● **مجلّہ ''صفدر'' خاص نمبر بیاد ڈاکٹر علامہ خالد محمودؒ** (دو جلدیں) **مدیر: مولانا حمزہ احسانی**

ضخامت: ۱۶۷۲ صفحات قیمت: ۱۴۰۰ روپے رابطہ: مجلّہ صفدر، مکان نمبر ۴، گلی نمبر ۸۲، محمود سٹریٹ، محلّہ سردار پورہ اچھرہ لاہور

حکمت وبصیرت اور مضبوط دلائل کے ساتھ موجودہ دور کے فتنوں کی سرکوبی کرنے والے عظیم محقق، نامور ادیب، فصاحت و بلاغت کے نشان، علوم اسلامیہ اور قدیم وعصری فنون کے پیکر، دفاع ختم نبوت اور حب صحابہؓ کے علمبردار، علامہ کے سابقہ کے ساتھ مشہور، ذہانت وفطانت اور قوت حافظہ میں اپنی نظیر آپ، ترجمان مسلک اہلسنت، متکلم اسلام، مناظر دوراں، تفسیر، حدیث، فقہ، اصول فقہ، علم کلام میں رسوخ کا ملہ کے حامل، قافلہ اسلام کے تابناک چراغ حضرت علامہ مولانا ڈاکٹر خالد محمود رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا پونے دو سال قبل ۲۰ رمضان ۱۴۴۱ھ کو ۹۷ برس کی عمر میں وصال ہوا۔ موصوف کی سوانح حالات زندگی خدمات ومناقب اور علمی عظمتوں کی تاریخ مجلّہ ''صفدر'' کی انتظامیہ نے علامہ خالد محمود نمبر کی صورت میں مختصر ترین مدت میں جامع انداز سے ترتیب دے کر نہ صرف الفصل للمتقدم کا سہرا سر پر سجا لے گیا بلکہ ضخامت کے لحاظ سے بھی ۱۶۷۲ صفحات پر مبنی ایک عظیم تاریخ بھی رقم کردی ہے۔ مدیر مجلّہ مولانا حمزہ احسانی جن کی تربیت امام اہلسنت شیخ الحدیث مولانا سرفراز خان صفدر رحمۃ اللہ علیہ اور قائد اہلسنت حضرت مولانا قاضی مظہر حسین رحمۃ اللہ علیہ جیسے عباقرہ کے دامن شفقت میں ہوئی، یقیناً یہ انہی حضرات کے توجہات ہیں جس کے طفیل موصوف ترقی کے مدارج بحمدللہ بڑی تیزی کے ساتھ طے کر رہے ہیں اللھم زد فزد۔ احقر (عرفان الحق) کیساتھ مدیر موصوف کا ان کی طالب علمی کے دور سے تعلق خاطر قائم ہوا ہے، بہر صورت یہ عظیم تاریخی نمبر بارہ ابواب پر مشتمل ہے۔ باب اول آغاز سخن، کلماتِ تبریک، کارگزاری، پیش لفظ وغیرہ امور کیلئے مختص ہے۔ باب دوم علامہ صاحب اکابر کی نظر میں۔ باب سوم ہم عصر علماء ومشائخ کے ساتھ تعلقات۔ باب چہارم تاثرات وتعزیتی پیغامات۔ باب پنجم سوانح، باب ششم تصنیفات، باب ہفتم رسائل و جرائد کا خراج تحسین۔ باب ہشتم اہل علم وقلم کے مقالات ومضامین۔ باب نہم افادات حصہ اول، دوم، سوم۔ باب دہم منظوم خراج عقیدت۔ باب یاز

دہم آئینہ تحریرات۔ باب دوازدہم آئینہ تصاویر، جیسے عنوانات پر مشتمل ہے۔ اس نمبر میں بلا مبالغہ حضرت کے متعلق دریا بہ کوز بلکہ میں کہوں گا کہ سمندر کو کوزے میں جمع کرنے کی عمدہ کوشش کی گئی۔ یہ سب کچھ دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے اور قارئین مطالعہ کرکے ہی رائے قائم کرسکیں گے۔ اس مجموعے میں خاصے کی چیز اجمالی و تفصیلی فہرست کے اہم عنوانات و واقعات کی علیحدہ مستقل فہرست ہے، جسکے ذریعہ قاری اپنے مقصد اور ذوق کی مباحث تک رسائی بڑی آسانی سے پاسکتا ہے، نیز منتخب افادات علامہ کا اشاریہ حسن بالاحسن کے مصداق ہے، کتاب منگوانے کیلئے رابطہ نمبر 03124612774 (مبصر: مولانا عرفان الحق حقانی)

- **حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندرؒ کی حسین یادیں** مرتب: مولانا سید محمد زین العابدین

ضخامت: ۲۰۶ صفحات ناشر: مکتبہ الایمان کراچی رابطہ نمبر: 0321 2466024

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر صاحبؒ معاصر علمی شخصیات میں ایک مشہور و معروف شخصیت تھے جو محتاج تعارف نہیں، وہ اپنے عہد کے مستند اور جانے پہچانے اہل علم کے فیض یافتہ اور عالم اسلام کے معروف جامعات (جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ اور جامعہ الازہر مصر) کے سند یافتہ تھے، جامعہ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن کے مہتمم، وفاق المدارس العربیہ کے صدر اور کئی اہم علمی، دینی اور مذہبی تحریکات کے سرپرست بھی رہے، درس وتدریس کے مشغلے کے ساتھ تصنیف و تالیف کا بھی اعلیٰ ذوق رکھتے تھے، ساری زندگی تعلیم و تعلم میں بسر کی، ان کی وفات حسرت آیات کے بعد اہل علم و قلم نے ان کی حیات و خدمات پر مختلف اخبارات، رسائل اور جرائد میں خامہ فرسائی کی اور آئندہ بھی ان کی زندگی اور سوانح پر اہل قلم مختلف زاویوں سے روشنی ڈالیں گے۔

زیر تبصرہ کتاب ''حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندرؒ کی حسین یادیں'' میں مولانا محمد زین العابدین (فاضل جامعہ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن) نے مولانا مرحوم کے ساتھ اپنی حسین یادیں، بیتے لمحات، منتشر اور بکھرے یاداشتیں جمع کرکے مرتب کرنے کی سعادت حاصل کی، اس مجموعہ میں انہوں نے مولانا مرحوم کی علمی زندگی، تصنیفی اور تعلیمی خدمات کو تفصیل سے بیان کرکے اس پر سیر حاصل روشنی ڈالی ہے، کتاب کے آخر میں تعزیتی شذرات کے تحت بہت سارے اہل علم و قلم کی تحریریں شامل کردی ہے۔ مولانا مرحوم کی وفات کے بعد شاید ان کی سوانح پر یہ پہلی کاوش ہے یقیناً یہ قابل صد مبارکباد ہے اور کاوش بھی لائق صد تحسین ہے، اللہ شرف قبولیت سے نوازے اللہ کرے یہ مجموعہ مولانا مرحوم کیلئے رفع درجات کا وسیلہ اور مرتب کیلئے مزید علمی ترقیات کا ذریعہ ثابت ہو (آمین)